مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

وفا ۱۳۴۷ ھش جولائی ۱۹۶۸ء

مدیر

عطاء المجیب راشد

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: فضل الٰہی انوری (مہتمم تربیت)، چوہدری سمیع اللہ سیال (مہتمم مال)، چوہدری حمیداللہ (معتمد)، صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)، میر محمود احمد ناصر (نائب صدر و مہتمم عمومی)، رفیق احمد ثاقب (مہتمم اطفال)، مبارک احمد انصاری (مہتمم صنعت و تجا[illegible])

کھڑے دائیں سے بائیں: محمد اسلم صابر (مہتمم مجالس بیرون)، عبدالرشید غ[illegible] (محاسب و مہتمم [illegible])، نور شمیم خالد (مہتمم [illegible]ت خلق)، چوہدری منیر احمد عارف (مہتمم وقار عمل)، مقبول احمد ذبیح (مہتمم مقامی)، عبدالرزاق، [illegible]طاء المجیب را[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعود

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۶ شمارہ ۹

وفا ۱۳۴۷ ہش جولائی ۱۹۶۸ء

مدیر

عطاء المجیب راشد

نائبین

امین اللہ خاں سالک * منصور احمد عمر

منصور احمد خان

سالانہ چندہ:- چھ روپے قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

(محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

صفحہ

بقیہ اداریہ

شریک ہونے کے لئے لے لیا جائے۔ انہیں مضمون پہلے بتا یا جائے۔ اور یہ اجازت دی جائے کہ لوکل مجلس کے تمام خدام اپنی ایک میٹنگ منعقد کریں اور اپنے نمائندہ کو دلائل لکھوائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ساری کی ساری جماعت اس مضمون کی تیاری میں شامل ہوگی۔ اور ہر خادم کوشش کرے گا۔ کہ اس کی دلیل زیادہ اعلیٰ ہو۔ پھر کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے صرف دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا اس نے مقررہ وقت میں مضمون لکھ لیا ہے۔ صاحب التعلیم اس کو کہتے ہیں جو ایک مضمون کو ایک مقررہ وقت میں لکھ سکے۔ اور صاحب التعلیم پیدا کرنا ہمارا مقصد ہے۔"

(تقریر سالانہ اجتماع فرمودہ ۲۲ ؍اکتوبر ۱۹۵۷ء بحوالہ خالد ستمبر و اکتوبر ۵۷ء)

آخر میں ہم ایک بار پھر ہر خادم سے التماس کرتے ہیں کہ وہ عیسائیت کے شدید حملوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائے۔ عیسائی تحریرات کے مقابل پر وہ اسلامی نگارشات کے ایمان افروز صحیفے پیش کرے۔

"خالد" کے اوراق آپ کی نگارشات کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

اداریہ

جہاد کے یہ نازک لمحے اور آپ کی نگارشات

آج سے دو ماہ قبل ہم نے اس امر کی تحریک کی تھی کہ ہر خادم رسالہ خالد کے لئے اپنی نگارشات ارسال کرے چند ایک خطوط ہمیں اس اداریہ کے جواب میں موصول ہوئے لیکن یہ امر ظاہر ہے کہ ہزاروں خدام میں سے صرف چند ایک کے خطوط کسی خوشکن صورت احوال کے غماز نہیں۔

موجودہ زمانہ کے متعلق قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے یہ پیش خبری بیان فرمائی۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (سورۃ التکویر) "اور جب کتابیں پھیلائی جائیں گی" یعنی پریس کثرت سے ہوں گے۔

عیسائی اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں کہ اپنے نظریات کی ترویج کے لئے زیادہ سے زیادہ کتب اور رسائل کی اشاعت ہونی چاہیئے۔ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے عیسائی اپنے غلط نظریات کی ترویج کے لئے کروڑوں کتب اور کروڑوں رسائل شائع کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کو اس آیت کریمہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کے ذریعہ یہ ہدایت دی گئی۔ کہ وہ نشر و اشاعت کی طرف خاص توجہ مرکوز کریں۔

عیسائی آجکل غلط ذہنی تفلسف اور قلبی وساوس کے انتشار میں شب و روز کوشاں ہیں۔ اس امر کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے "ہمارا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ اس پیغام کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوا دنیا کے کناروں تک پہنچائیں"۔ (ارشاد حضرت مصلح موعودؓ۔ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۴۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے ہمیں لکھنے کی مہارت ہونی چاہیئے حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ

ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ اپنے رسالہ میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھے"

اس حکم کی تعمیل کی اہمیت ہر خادم پر واضح ہونی چاہیئے۔ حکم ماننے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"گروپ لیڈر کے حکم ماننے کی ہر شخص کے اندر روح پیدا کرنی چاہیئے"

جب ایک گروپ لیڈر کے حکم ماننے کے متعلق یہ ارشاد ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل کی روح بدرجہ اولیٰ پیدا کرنی چاہیئے۔

پس ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی تعمیل میں اپنے رسالہ میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھے۔

رسائل کا معیار بلند تر اور مقابلہ سخت تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ کئی رسائل کے صرف ایک شمارہ کی ترتیب میں بیسیوں

افراد منہمک ہوتے ہیں اور لاکھوں روپوں کی مالیتی رقم صرف کی جاتی ہے۔

اجتماعی کوششوں کے مقابلہ کیلئے ہمیں دعاؤں اور اجتماعی کوششوں سے کام لینا ہوگا۔ آیئے ہم اپنے وقت کا ہر لمحہ، اپنی دولت کا ہر پیسہ اور اپنی قوت کا ہر شمہ جماعتی مفاد کے لئے بہترین طریق سے اور کامل سرگرمی سے بنی نوع انسان کے مصرف میں لائیں۔ اسی میں ہمارا ذاتی اور جماعتی مفاد مضمر ہے۔ انہی اطوار سے جماعتیں ترقی کی شاہراہوں پر رواں رہتی ہیں۔

"خالد" ہمارا ترجمان ہے۔ "خالد" کی ناکامی ہماری ناکامی ہے اور "خالد" کی کامیابی ہماری کامیابی ہے۔ آیئے ہم اپنے اس ترجمان کی کامیابی کے لئے کامل خوشدلی، کامل ذہنی کاوش اور کامل روحانی مسرت سے سرگرم عمل رہیں۔

مسلمانوں نے تعلیم فرقان کو بھلا دیا اور تنزل کا شکار ہو گئے۔ عیسائیوں نے مسلمانوں کے تساہل سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ عیسائیوں نے اپنی شب و روز کی محنت سے دنیوی عروج حاصل کیا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

ہمارا فرض ہے اور ہمارے لئے اسی میں حیات ہے کہ ہم شب و روز محنت کریں اپنے فرائض ادا کریں اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور اغیار کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

ہمارے بنیادی فرائض میں یہ امر داخل ہے کہ صحف کی نشر و اشاعت میں سرگرم کار ہو جائیں اور اسلام کا ابدی پیغام دنیا کی تمام تشنہ روحوں تک پہنچائیں۔ اسلام اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت پھر حاصل کر سکتا ہے اور اسلام یقیناً اپنی شان و شوکت حاصل کریگا مگر اس شان و شوکت کے حصول میں ہم کسقدر اجر نصرت حاصل کر رہے ہیں؟

جہاد کے ان نازک لمحوں میں اگر ہم نے اپنا قلم نہ اٹھایا تو ہم کس قسم کے مسلمان ہیں؟

مضمون نویسی کے مقابلہ جات میں لکھے گئے مضامین بھی خالد کے صفحات کی زینت بن سکتے ہیں۔ تحریری مقابلوں کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے درج ذیل زریں ہدایات سے مستفید فرمایا:۔

"جہانتک تحریری مضامین کا سوال ہے۔۔۔ پرچے بنا کر باہر بھجوا دینے چاہئیں۔ خدام ان پرچوں کی تیاری کریں اور جب یہاں آئیں تو وہ امتحان کے لئے اپنا نام لکھوا دیں۔ یہاں سپر وائزروں کے سامنے بیٹھکر وہ مضامین لکھیں اور ہر سال ایسا کریں۔ جو گروپ قابل ہو جائیں ان کی جگہ دوسرے گروپ لے لئے جائیں۔ اس طرح قدم بقدم تمام جماعتوں کے سرکل مقرر کر کے مضامین لکھوادو۔ اگر آپ لوگوں نے مضمون نویسی کی مشق کرانی ہے۔ تو بے شک امتحان میں شامل ہونیوالے کتابیں بھی ساتھ لے آئیں انہیں یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ضروری کتابیں دیکھ سکیں۔ لیکن کسی سے مشورہ نہ لیں بہر حال انہیں یہ موقع دینا چاہیئے۔ کہ وہ مختلف کتابوں سے استنباط کر کے مضامین لکھیں ۔۔۔۔ ہمارا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم انہیں موجد بنائیں بلکہ ہمارا ان امتحانوں سے یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ ہمارے نوجوان علوم مروجہ کو استعمال کرنا زیادہ جانتے ہوں۔ آئندہ ۔۔۔۔۔ علاقے زون سرکل مقرر کر دیئے جائیں۔ اور ان سے ایک ایک نمائندہ اس امتحان میں

(باقی ص ۳ پر دیکھیں)

معارف القرآن

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

ترجمہ - تم کو ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش نے غفلت میں ڈال دیا (اور تم اسی طرح غافل رہو گے) یہاں تک کہ تم مقبروں میں جا پہنچو گے ۔ (التکاثر - ۲ و ۳)

تفسیر :- حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"کیا تکاثر اور تفاخر کلی طور پر ممنوع ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اس تکاثر کا ذکر ہے جو انسان کو موت تک پہنچا دیتا ہے ۔ جیسا کہ فرماتا ہے ۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ - اس تکاثر نے تم کو تمام نیک باتوں سے غافل کر دیا ہے یہانتک کہ تم موت تک پہنچ چکے ہو ۔ یعنی اگر نیک باتوں پر فخر ہو یا ایسی باتوں پر فخر ہو جو دوسروں کو نیکی اور تقویٰ کی طرف لانے میں ممد ہوں تو اس قسم کا تفاخر منع نہیں ۔ گویا تفاخر کی دو قسمیں ہیں ایک تفاخر وہ ہے جو انسان کو مقابر کی طرف لے جاتا ہے اور ایک تفاخر وہ ہے جو انسان میں زندگی پیدا کرتا ہے جو تفاخر انسان کو مقابر کی طرف لے جاتا ہے وہ کلی طور پر ممنوع ہے اور جو تفاخر زندگی پیدا کرتا ہے وہ منع نہیں چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے ۔ کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا ۔ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ ۔ مجھے خدا تعالے نے تمام بنی نوع انسان کا سردار بنایا ہے ۔ مگر اس کے باوجود میں اس پر فخر نہیں کرتا ۔ یہ نہیں کہ میں تم کو ذلیل سمجھوں اور اپنے آپ کو تم سے علیحدہ ہستی قرار دوں ۔ میرا فرض ہے کہ میں سید ولد آدم ہونے کے باوجود تمہاری خدمت کروں ۔ اور تمہیں ترقی کے میدان میں آگے لے جاؤں ۔ اسی طرح فرماتے ہیں ۔ تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنَّا مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ وَمُفَاخِرٌ بِكُمْ (ابوداؤد) تم شادیاں کرو جننے والی اور محبت کرنیوالی عورتوں سے کیونکہ تمہارے ذریعہ سے میں دوسری قوموں پر فخر کرنے والا ہوں ۔ . . . .

پس تکاثر اور تفاخر کی ہر صورت ممنوع نہیں بلکہ صرف وہ تفاخر ممنوع ہے جو انسان کو مقابر کی طرف لیجاتا ہے اور یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالے نے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کے بعد زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کہا ۔ کیونکہ جسمانی موت تو خود آتی ہے ۔ لیکن یہ دینی یا اخلاقی یا قومی ہلاکت انسان خود بلاتا ہے ۔ اور اپنے قدموں پر چلتا ہوا اپنی قبر میں جا لیٹتا ہے ۔" (تفسیر کبیر جلد ششم ۔ جزو چہارم ۔ حصہ سوم صفحہ ۶۵ تا ۶۷)

درسِ حدیث

چھوٹوں پر رحم کرو۔ اور بڑوں کے حق کو پہچانو!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

تشریح:۔ اس حدیث میں باہمی تعلقات کا ایک لطیف گُر بیان کیا گیا ہے۔ دنیا میں اکثر فسادات اور جھگڑے اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ بڑے لوگ چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور رحم کا سلوک نہیں کرتے۔ اور چھوٹے لوگ بڑوں کے واجبی احترام سے غافل رہتے ہیں اور اس طرح ایک ناگوار طبقاتی کش مکش کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اسلام نے ایک طرف تو سرکاری عہدوں اور دولت پیدا کرنے کے ذرائع کے حصول میں سب کے واسطے برابر کے حقوق تسلیم کئے اور دوسری طرف سوسائٹی کے مختلف طبقات میں ایک طرف سے شفقت و رحمت اور دوسری طرف سے ادب و احترام کا مضبوط پُل باندھ کر سب کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ جن لوگوں کو زندگی کی جد و جہد میں دوسروں سے آگے نکلنے کا موقعہ میسر آجاتا ہے ان کے لئے حکم ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ جبتک کہ وہ پیچھے ہیں شفقت و رحم کا سلوک کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آگے نکل جانے والوں کے ساتھ جبتک کہ وہ آگے ہیں واجبی ادب و احترام سے پیش آئیں۔ اس زرّیں ہدایت کے ذریعہ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے سوسائٹی کے مختلف طبقات کے درمیان ناواجب کشمکش کی جڑھ کاٹ کر رکھدی ہے مگر افسوس ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے کوئی طاقت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ تکبّر میں مبتلا ہو کر اپنے سے نیچے لوگوں کو کچل دینے کا متمنّی ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص زندگی کی دوڑ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ حسد میں جل کر آگے نکل جانے والوں کو نیچے گرانے اور تباہ کرنے کے درپے ہوجاتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ اسلام کی منصفانہ تعلیم سے کوسوں دُور ہیں:۔

(از چالیس جواہر پارے صفحہ ٦١ تا ٦٣۔ مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضؓ)

تبرکات

جوانی کا زمانہ کام کرنے کا زمانہ ہے

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"بوڑھوں کا دنیا میں موجود ہونا جوانوں کے لئے عبرت کا مقام ہے مگر انسان کے دل پر اس قسم کا حجاب پڑا ہوا ہے کہ وہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سنتا۔ ورنہ اسی قسم کے نظاروں کو دیکھکر وہ اپنے جوانی کے ایام میں خدا تعالےٰ سے اپنا تعلق مضبوط کر لے۔ پس سوچنا چاہیئے کہ یہ تین زمانے بچپن، جوانی، پیرانہ سالی کے انسان پر کیسے مشکل ہیں۔ اور ان میں کس قدر مشکلات اس کے لئے ہوتی ہیں۔ دو زمانے یعنی بچپن اور بڑھاپا تو خود ہی نکمے اور ردّی ہیں۔ ان میں انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں درمیان کا زمانہ یعنی جوانی کا زمانہ کچھ ہے جس میں انسان آخرت کی پونجی بنا سکتا ہے۔ اسی واسطے اگر یہ زمانہ جوانی کا بڑی احتیاط اور ہشیاری سے بسر کیا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہو سکتی ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔ کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ کرے گا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ اسی طرح ہر شخص بوڑھے آدمی کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ کیا از خود رفتگی کا زمانہ ہے۔ اس لئے ان لوگوں پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے۔ جو جوانی میں اس زمانے یعنی بڑھاپے کے لئے سعی کرتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زمانۂ پیری میں ان کے لئے وہی تقویٰ اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفسِ امّارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے۔ کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء)

عشقِ حقیقی

(سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

نہیں کوئی بھی تو مناسبت رہِ شیخ و طرزِ ایاز میں
اُسے ایک آہ میں مل گیا نہ ملا جو اس کو نماز میں

جو ادب کے حُسن کی بجلیاں ہوں چمک رہی کفِ ناز میں
تو نگاہِ حُسن کو کچھ نہ پھر نظر آئے رُوئے نیاز میں

تجھے اس جہان کے آئینہ میں جمالِ یار کی جستجو
مجھے سو جہان دکھائی دیتا ہے چشمِ آئینہ ساز میں

نظر آ رہا ہے وہ جلوہ حُسنِ ازل کا شمعِ حجاز میں
کہ کوئی بھی اب تو مزا نہیں رہا قیسِ عشقِ مجاز میں

مرا عشق دامنِ یار سے ہے کبھی کا جا کے لپٹ رہا
تری عقل ہے کہ بھٹک رہی ہے ابھی نشیب و فراز میں

ترے جام کو مرے خون سے ہی ملا ہے رنگ یہ دلفریب
ہے یہ اضطراب یہ زیر و بم مرے سوز سے ترے ساز سے

نائب صدران ملک۔ قائدین علاقہ و اضلاع کے نام

محترم و معظم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برادرانِ کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں آپ کو احمدیت کی عظیم الشان خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس محنت اور خلوص کے ساتھ آپ اور آپ کے رفقائے کار اسلام کے احیائے نو کی خاطر اپنی جان مال اور وقت قربان کر رہے ہیں اُسے دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے آپکے لئے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے آپ کی کوششوں کو بکثرت میٹھے پھل عطا فرمائے اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دست و بازو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت و توانائی کو ہر لمحہ بڑھاتا رہے۔

> "مومن کا وقت اور کوششیں ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں جن کا ایک ادنیٰ جز بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے"

آپ جو خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں اس ضمن میں ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں مومن کا وقت اور کوششیں ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں جن کا ایک ادنیٰ جزء بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ پس ہمیشہ اس امر پر نگران رہیں کہ اپنے وقت کی بہترین قیمت حاصل کر رہے ہیں۔

سال کا بیشتر حصہ گذر چکا ہے۔ کیوں نہ ایک نظر گذرے ہوئے وقت پر ڈال کر اس امر کا جائزہ لیں کہ آپ کی کوششوں کو کتنے اور کیسے کیسے پھل لگے ہیں۔ کتنے ایسے نوجوان آپ کے حلقہ میں ہیں۔ جو پہلے حقِ عبادت ادا کرنا نہ جانتے تھے۔ مگر اب خدا تعالیٰ نے آپکی پُرخلوص کوششوں کو نوازتے ہوئے انہیں اپنا عابد بندہ بنانے کی توفیق عطا فرمائی کتنے ایسے

نوجوان ہیں جو قبل ازیں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ بجا لانیکے اہل نہ تھے مگر اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی پُرخلوص کوششوں کو نوازتے ہوئے انہیں اس جہاد کے آداب سکھا دیئے ہیں۔

آپ کے حلقہ میں کتنی ایسی سعید روحیں ہیں جو قبل ازیں گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھیں۔ مگر اب آپ کے حلقہ کے خدام کی پُرخلوص کوششوں اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرما دی ہے؛

یہ سب سوالات اور دیگر شعبہ جات سے متعلق اسی قسم کے اور بیسیوں سوالات معین جواب کا تقاضہ کر رہے ہیں۔ کیا آپ ان کا معین جواب دینے کے اہل ہیں؟ اگر اہل ہیں تو ان جوابات کو اعداد و شمار کے سانچوں میں ڈھال کر ان پر نظر دوڑائیے۔ یہ وہ ٹھوس قدم ہیں جو آپ نے ترقی کی جانب اٹھانے ہیں یہ وہ سنگِ میل ہیں جو گواہی دے رہے ہیں کہ آج آپ شروع سال کی نسبت اپنی منزل کے زیادہ قریب ہیں۔ یہ وہ پھول اور پھل ہیں جو خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے آپ کو عطا کئے ہیں۔ اس پونجی کی کمیت اور کیفیت کا جائزہ لیجئے اور اپنے دل سے پوچھئے کہ کیا آپ فخر اور روحانی سرور کے ساتھ اسے احمدیت کے قدموں میں ڈال سکتے ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے حضور ایک خادمِ احمدیت کے تحفہ کے طور پر!!!!

والسلام خاکسار

ایک ادنیٰ خادمِ احمدیت مرزا طاہر احمد

۲۳ احسان ۱۳۴۷ ہجری شمسی

کتنے ایسے نوجوان آپ کے حلقہ میں ہیں جو پہلے حق عبادت ادا کرنا نہ جانتے تھے مگر اب خدا تعالیٰ نے آپکی پُرخلوص کوششوں کو نوازتے ہوئے انہیں اپنا عابد بندہ بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ کتنے ایسے نوجوان ہیں جو قبل ازیں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ بجالانے کے اہل نہ تھے مگر اب اللہ تعالیٰ نے آپکی پُرخلوص کوششوں کو نوازتے ہوئے انہیں اس جہاد کے آداب سکھا دیئے ہیں۔

آپکے حلقہ میں کتنی ایسی سعید روحیں ہیں جو قبل ازیں گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھیں مگر اب آپکے حلقہ کے خدام کی پُرخلوص کوششوں اور دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرما دی ہے۔

موجِ عرفاں!

(از محترم جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

نہ آفتابوں میں ہے اور نہ ماہتابوں میں
جو بات ہے درِ احمد کے باریابوں میں

حقیقتاً وہی شامل ہے کامیابوں میں
جو تیرے نام کی خاطر رہے عذابوں میں

خرابیٔ غمِ دوراں۔ خرابیٔ غمِ دل
ہماری عمر بھی گذری ہے کن خرابوں میں

ستم یہ ہے کہ تڑپتا رہا دلِ محروم
جھلک دکھا کے وہ خود چھپ گئے حجابوں میں

ہیں دل میں خشک امیدوں کی راکھیوں جیسے
گلوں کی سوکھی ہوئی پتیاں کتابوں میں

بہ چشمِ دل جو کبھی دیکھ ہمنشیں تو تجھے
سمندروں کے تلاطم ملیں حبابوں میں

مرے خدائے جہاں۔ میری دستگیری کر
کہ میری روح بھٹکتی رہی سرابوں میں

فروغِ عظمتِ اسلام کی حسیں تصویر!
کبھی کبھی نظر آتی ہے مجھ کو خوابوں میں

جامعہ احمدیہ

— مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر —

جامعہ! مشاطۂ ہستی ترا ہی نام ہے
کاکلِ برہم کا سلجھانا ترا ہی کام ہے

درسگاہِ حق و حکمت مخزنِ علم و یقیں
معدنِ عرفانِ رحمٰن مسکنِ انصارِ دیں

تو نے ہی آباد کے جوہر بھرے ان میں بھر دیئے
خالد و طارق کے بیٹے خالد و طارق ہوئے

تیرے ہی آغوش میں روحانی تربیت ملی
ابنِ قاسم کی شجاعت غزنوی غیرت ملی

گویا صحرا میں تلاطم تو نے برپا کر دیا
بیکسوں اور عاجزوں کو ولولوں سے بھر دیا

تو نے ان ذرّوں کو چمکا کر خورِ تاباں کیا
بہرِ رشدِ نوعِ انساں حاملِ قرآں کیا

ان کی تقریروں سے باطل لرزہ براندام ہے
ان کی تحریروں میں اس کی موت کا پیغام ہے

ان کی تقریروں کی اب سارے جہاں میں دھاک ہے،
لوگ حیراں ہیں بیاں ان کا بہت بیباک ہے،

جسمِ عالم میں حرارت تیری ہر حرکت سے ہے
غلغلہ اسلام کا بھی اب تری برکت سے ہے

تو بظاہر دیکھنے میں سیپ ہے اور کچھ نہیں
قطرۂ نیساں کو لیکن آب ملتی ہے یہیں

فیض پایا ہے ظفرؔ نے بھی ترے آغوش سے
کفر پہ یلغار کرتا ہے جو اتنے جوش سے

فتحِ اسلام

(امین اللہ خاں سالک)

دن بدلتے ہیں، مہ و سال بدل جاتے ہیں
اور اقوام کے احوال بدل جاتے ہیں

کچھ تذبذب نہیں کہتے ہیں بصد حقِ یقیں
کوئی ابہام نہیں کہتے ہیں با شرحِ مبیں

بات بدلے گی، بدل جائے گی رُوحِ آواز
زلفِ گیتی کو سنواریں کے وفا کے ہمراز

نظم بدلے گا۔ جہاں دار بدل جائیں گے
عزمِ انساں کے عناں دار بدل جائیں گے

فتحِ اسلام مقدّر ہے ہمارے ہاتھوں
حسنِ ایّام مقدّر ہے ہمارے ہاتھوں

اپنا انداز بدلنا ہے۔ مرے ہم نفسو!
ہمیں، ہر گام سنبھلنا ہے مرے ہم نفسو!

نفس کے ہاتھ سے مٹتے ہیں نشاں محفل کے
نفس کے ہاتھ سے لٹتے ہیں خزانے دل کے

مسلسل

الفاظ کا صحیح تلفّظ

(۶)

چند ایسے الفاظ کا صحیح تلفّظ پیشِ خدمت ہے۔ جو عام طور پر جماعت احمدیہ کے ماحول میں غلط بولے جاتے ہیں۔ قارئین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بھی اس کالم کے لئے مستند اور مفید مواد اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔ تاکہ اس صفحہ میں تنوّع، دلچسپی اور افادیت کے لحاظ سے اضافہ ہوتا چلا جائے ——— (ادارہ) ———

۲۶۔ شَمْس ۔ اس کو شَمَّس پڑھنا غلط ہے۔ مَ کے اوپر تشدید نہیں ہے۔ بلکہ مْ ساکن ہے اس کا مطلب سورج ہے۔

۲۷۔ مُکَرَّم ۔ اس لفظ کو بعض لوگ مُکَرِّم پڑھتے ہیں۔ اس کو رَ کی زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اس کے معنے ہیں" جس کی عزّت کی جائے"۔ اگر مُکَرِّم پڑھا جائے تو اس کے معنے "عزّت کرنے والا" ہو جائیں گے۔

۲۸۔ تَوَکُّل ۔ یہ لفظ کاف کی پیش کے ساتھ ہے۔

تَوَکَّل یعنی کاف کی زبر کے ساتھ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ اس کے معنے ہیں "بھروسہ کرنا"۔

۲۹۔ مَحَبَّت ۔ اس لفظ کو عام طور پر مْ کی پیش کے ساتھ یعنی "مُحَبَّت" پڑھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا صحیح تلفّظ م کی زبر کے ساتھ یعنی مَحَبَّت ہے۔ اس کا مطلب ہے "الفت و لگاؤ"۔

۳۰۔ صَحَابہ ۔ اس لفظ کو بعض لوگ ص کی پیش کے ساتھ یعنی صُحَابہ پڑھتے ہیں۔ اس لفظ کو صَ کی زبر کے ساتھ یعنی صَحَابہ پڑھنا چاہیئے۔ اس کا مطلب ساتھی ہے اور اصطلاحًا یہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ساتھیوں کے لئے مستعمل ہے

مُسلمان اور حساب

(مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید)

غیر منقسم برصغیر ہندو پاکستان کے زمانہ کے بعض تاثرات ابھی تک متعدد دماغوں پر مستولی نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان حساب میں کمزور واقعہ ہوا ہے۔ دراصل یہ خیال ایک خاص مقصد کے پیش نظر ہندوؤں نے پیدا کیا۔ اور مسلمانوں نے بڑی سادگی سے اسے قبول کر لیا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سوانح حیات موسومہ "مرقاۃ الیقین" میں مندرجہ ایک واقعہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں (زیر عنوان مختلف واقعات)

"میں نے لاہور میں ایک لیکچر سُنا۔ لیکچرار نے کہا۔ کہ میں حساب کے امتحان میں فیل ہوتا رہا۔ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے ایک شخص سے جو میرے پاس بیٹھا تھا کہا کہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ بھلا مسلمانوں سے زیادہ کون حساب کو جان سکتا ہے۔" (ص ۲۶۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسلمانوں کے اس احساس کمتری کی بڑی عجیب انداز میں مذمت فرمائی ہے اور انہیں قرآن مجید کی روح آفریں تعلیم کے حوالہ سے اس فضائے بسیط میں کس قدر بلند پروازی کا سبق دیا ہے؟ حضور کا یہ روح پرور فقرہ دوبارہ ملاحظہ فرمائیے:۔ "بھلا مسلمانوں سے زیادہ کون حساب کو جان سکتا ہے؟"

حقیقت بھی یہی ہے کہ حساب کا علم مسلمانوں کا ایک مطیع و فرمانبردار خادم کی طرح رہا ہے۔ مسلمانوں نے ہی اس خادم کو ایسی جلا بخشی کہ وہ ساری انسانیت کیلئے پہلے سے بھی زیادہ مفید اور زیادہ قابل اعتماد خادم کی حیثیت اختیار کر گیا۔

علم کوئی سا بھی ہو ظاہر ہے کہ اس کو ترقی کی منازل طے کرانے کا کام اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے جبکہ اس علم کی سابقہ کیفیت اور ماہیت پر پورا عبور حاصل ہو۔ چنانچہ کون نہیں جانتا کہ الجبرا مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ الجبرا کیا ہے؟ حساب کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جس میں اعداد کی نمائندگی حروف کرتے ہیں۔ کبھی سو کا عدد الف کے مترادف ہوتا ہے۔ اور کبھی ب ج وغیرہ کا۔ پس الجبرا کی ایجاد یعنی حساب کو ترقی یافتہ صورت میں پیش کر دینا اس امر کی بڑی مضبوط دلیل ہے کہ مسلمان کو حساب کے مضمون پر پورا عبور حاصل تھا جس کے نتیجہ میں مسلمان کے دماغ نے

الجبرا جیسا مفید علم بھی تیار کر لیا جس کا موجودہ سائنسی ترقی میں بڑا دخل ہے۔

اس امر کا ثبوت کہ الجبرا مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد اول کے صفحہ ۶۰۳ کا حوالہ کافی ہوگا۔ جہاں محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی کتاب "الجبرا والمقابلہ" کا ذکر ہے۔ اور اس کی تعریف میں حسب ذیل الفاظ درج ہیں۔

"At any rate Al-Khowarezmi's work was the first to bear title "algebra" and the treatise was so important as to cause the name to be adopted, often with strange variations in spelling, by later writers."

ترجمہ:۔ بہر حال الخوارزمی کی تصنیف سب سے پہلی تصنیف تھی۔ جو الجبرا کے عنوان سے منصہ شہود پر آئی۔ اور یہ تصنیف اس قدر اہمیت کی حامل تھی کہ بعد کے مصنفین نے اسی نام کو اختیار کئے رکھا۔ گو ہجوں میں کسی قدر ردّ و بدل کیا جاتا رہا۔"

ان احوال واقعی کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ دعویٰ کہ

"مسلمانوں سے زیادہ کون حساب کو جان سکتا ہے"

کتنا حقیقت پر مبنی ہے۔ پس اگر بدقسمتی سے ابھی تک کوئی مسلمان لاہور کے مذکورہ بالا مسلمان لیکچرار کی طرح حساب کے علم کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا ہے۔ تو اسے فوراً اپنے دل و دماغ سے اس بے حقیقت اور ہندوؤں کے پیدا کردہ احساس کو یکسر نکال دینا چاہیئے۔

ایک نکتہ معرفت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

"قرآن شریف میں آتا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ یعنی ہم انسان سے اس کی رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں۔ یہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جیساکہ حبل الورید کے خون کے نکلنے سے انسان کی موت ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ سے دُور پڑنے میں انسان کی موت ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ تر۔"

(ست بچن صفحہ ۹۹)

لائق بنیئے!

(مکرم ملک مجیب الرحمٰن صاحب)

(تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک ہونہار طالب علم جنہوں نے میٹرک میں نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ حاصل کیا۔ اس مضمون میں لیاقت پیدا کرنے کے اصول بیان کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ایک دفعہ میں اپنے ایک بزرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک اور طالب علم ان کے پاس آیا اور پوچھنے لگا۔ کہ میں کس طرح لائق بن سکتا ہوں۔ اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے لئے مجھے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ انہوں نے سادہ سا جواب دیا۔ کہ پڑھا کرو۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ پڑھتا تو میں روزانہ بارہ گھنٹے ہوں۔ مگر پھر بھی اچھے نمبر نہیں آتے — حقیقت یہی ہے کہ بعض طالب علم باوجود محنت کے اعلیٰ نمبروں میں کامیاب نہیں ہو سکتے — چند بنیادی گُر جو اس بزرگ ہستی نے اس طالب علم کو بتائے۔ وہ (اپنے الفاظ میں) آپ کی خدمت میں بھی پیش ہیں۔

★ - کامیابی کا سب سے پہلا گُر محنت ہے۔ ہر طالب علم کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنا ایک پروگرام بنائے (یہ پروگرام اپنی طاقت کے مطابق ہونا چاہیئے) اور پھر انتہائی کوشش سے اس پروگرام پر عمل کرے۔

★ - بہت زیادہ پڑھنا بھی ٹھیک نہیں۔ مگر اس مقولے پر عمل کرنا ضروری ہے۔

"slow and steady wins the race"

یہ نہ ہو۔ کہ ایک دن تو دس گھنٹے پڑھ لیا۔ اور دوسرے دن بالکل ہی نہ پڑھا۔

★ "آج کا کام کل پر نہ چھوڑو" پر عمل کرنا پڑھائی کے سلسلے میں بہت ضروری ہے۔ اچھا طالب علم وہی ہے جو روزانہ کچھ نہ کچھ پڑھے۔ جو کام اسے سکول سے ملے وہ اسی دن کرے اور روز کا سبق روز دُہرائے۔

★ - پڑھنے کا اپنا اپنا وقت ہوتا ہے۔ مگر دن کے وقت پڑھنا رات کے پڑھنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

★ - کبھی لیٹ کر نہ پڑھیں۔ ہمیشہ کرسی پر بیٹھ کر اور میز سامنے رکھ کر پڑھنا چاہیئے۔

★ - سبق کو سمجھ لینے کے بعد اسے لکھنے سے وہ ہمیشہ کے لئے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

★ - میٹرک۔ انٹرمیڈیٹ وغیرہ کے طلباء کے لئے گرمیوں کی چھٹیاں بڑی کارآمد ہوتی ہیں۔ ان کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنا سارا نصاب ان دو تین ماہ میں دُہرا لینا چاہیئے۔

★ - ٹیسٹ پیپروں یا گیس پیپروں پر تکیہ کرنا بہت خطرناک ہے۔ ہاں اس نقطۂ نظر سے انہیں دیکھنا کہ شاید

ان میں سے کوئی نئی چیز مل جائے۔ فائدہ مند ہے۔

★۔ بڑا سچا مقولہ ہے کہ "A sound body has a sound mind" حقیقت یہی ہے کہ جب تک انسان کا دماغ تر و تازہ نہ ہو کچھ سمجھ نہیں آ سکتا۔ لہٰذا طلباء کو اپنے پروگرام میں کچھ وقت کھیلنے کے لئے بھی رکھنا چاہیئے۔

★۔ دوا کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک طالب علم بڑی محنت سے اپنے سارے نصاب پر حاوی ہو جاتا ہے۔ مگر امتحان سے چند دن پہلے بیماری اسے آ لیتی ہے۔ اب اس کی محنت پھل تو نہیں لائیگی۔ لہٰذا مقصد کے حصول کے لئے دعا نہایت ضروری ہے۔

★۔ امتحان کے وقت سوالات کا سمجھنا نہایت ضروری ہے ــــ جلد بازی سے کام نہ لیں ــــ ہو سکتا ہے کہ آپ غلط سوال حل کرنا شروع کر دیں۔ جس کا احساس بعد میں ہو ــــ اس طرح وقت بھی ضائع ہوگا۔ اور گھبراہٹ میں باقی سوالوں پر بھی اثر پڑے گا۔

★۔ اگر کوئی سوال آپ کو نہیں آتا۔ تو یہ بھی اُسے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ــــ بعض ممتحن ایک دو نمبر تو اسی وجہ سے دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ تو لکھا ہے۔ خواہ غلط ہی ہو۔

★۔ پرچے کو دُہرانے کے لئے ضرور وقت بچایئے۔

★۔ نہ نقل لگایئے۔ اور نہ لگوایئے۔

داخلہ گورنمنٹ انجینئرنگ سکول۔ رسول

وہ طلباء جو امسال سہ سالہ ڈپلومہ کورس آف سول ٹیکنالوجی (اوورسیر) کرنے کے لئے گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رسول میں داخلہ لینا چاہتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ خاکسار کو اپنے پتہ جات سے مطلع کریں۔ تاکہ طلباء کو داخلہ کے وقت ضروری معلومات بہم پہنچائی جا سکیں اور ابتدائی مشکلات سے محفوظ رکھا جا سکے یہاں داخلہ کے لئے کم از کم سائنس۔ ریاضی اور ڈرائنگ کے ساتھ میٹرک فرسٹ ڈویژن ہونا ضروری ہے۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے بعد پراسپکٹس مع فارم داخلہ "گورنمنٹ بک ڈپو لاہور" سے مل سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے خاکسار سے رابطہ پیدا کریں۔

(محمد احمد شیخ۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ

کیوبیکل نمبر ۷۔ ویسٹ ہوسٹل گورنمنٹ انجینئرنگ سکول۔ رسول)

دُنیا کی کہانی ٹکٹوں کی زبانی

(مکرم طارق پرویز صاحب۔ تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ)

زمانہ قدیم میں جب انسان چند گروہوں اور قبیلوں میں بٹا ہوا تھا۔ تو پیغام رسانی خاص ایلچیوں اور پیغامبروں کے ذریعہ ہوتی تھی۔ جب یہی قبیلے اور گروہ ترقی کرتے ہوئے حکومت میں تبدیل ہو گئے۔ تو بادشاہی ہرکارے پیغام لے جانے اور لانے کے لئے مقرر ہوئے۔ اس طرح نظامِ ڈاک مخصوص طبقہ اور سرکار تک ہی محدود رہا۔ اور اس سے عوام کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ رہا تھا۔ پھر عوام نے اپنی سہولت کے لئے کبوتر پالنے شروع کر دیئے۔ اور ان کو سدھا کر اپنے پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے شروع کر دیئے۔

اب اگر ہم جزیرہ مالدیپ کے چند ٹکٹوں کو دیکھیں تو وہ ہمیں اس دور کی یاد دلاتے ہیں۔ ان میں یہ دکھایا گیا ہے کہ سنہ ۱۸۴۰ء سے نظامِ ڈاک کیسا تھا۔ اور موجودہ زمانہ میں کیسا ہے۔ زمانہ قدیم میں ایک کبوتر منہ میں خط پکڑے ہوئے اُڑتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ اور موجودہ زمانے میں ہوائی جہاز سے ظاہر کیا گیا ہے۔ شروع شروع میں جب ڈاک خانے قائم کئے گئے تو پوسٹ ماسٹر رقم وصول کرنے کے بعد اس لفافہ پر سُرخ سیاہی سے دستخط کر دیتا۔ ڈاک کا یہ انتظام کچھ عرصہ تک چلتا رہا۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ڈاکخانے بھی بڑھتے گئے اور نظامِ ڈاک میں جو دشواریاں پیش آ رہی تھیں ان سے عہدہ برآ ہونے کیلئے انگلستان میں سنہ ۱۸۴۰ء میں ڈاک کا ٹکٹ جاری کیا گیا۔ اب یہ ٹکٹ پینی پوسٹ (Penny Post) کے نام سے مشہور ہے۔ اس پر ملکہ وکٹوریہ کی تصویر ہے۔ اس لحاظ سے ٹکٹوں کی عمر ایک صدی سے زائد ہے۔ کئی دوسرے ملکوں نے مثلاً فرانس، امریکہ، جرمنی وغیرہ نے بھی تقلید کی اور پھر ساری دنیا نے اس نظام کو اختیار کر لیا اور آج یہ کاغذ کے ٹکڑے صرف لفافے پر چسپاں کر دینے سے پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائے جا رہے ہیں۔ ہوائی جہاز کی ایجاد نے اس نظام کو اور بھی سہل اور آسان کر دیا ہے۔

جس طرح تاریخ کا طالب علم آثار قدیمہ سے محبت کرتا ہے اور آثارِ قدیمہ سے محبت کرنیوالا آثارِ قدیمہ تلاش کرنے کے بعد دنیا کی پُرانی تاریخ، پرانی تہذیب و تمدن کا پتہ لگاتا ہے۔ اور ان ٹوٹے پھوٹے برتنوں سکوں اور اینٹوں کو دیکھکر اس زمانہ کی تاریخ مرتب کر لیتا ہے۔ اسی طرح ٹکٹوں کا طالب علم بھی اپنی چھوٹی سی البم میں جس میں اس نے مختلف ملکوں کے ٹکٹ چسپاں کئے ہوتے ہیں دنیا کی پوری تاریخ کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ یہی ٹکٹ جنہیں عام لوگ ردی سمجھ کر پھینک دیتے ہیں، ضائع نہ

کئے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ ٹکٹ رکھنے والے کی تقدیر ہی بدل جائے۔ مثلاً آج سے سو سال قبل کا جاری شدہ ٹکٹ ایک کمسن بچے کو ردی کی ٹوکری سے مل جاتا ہے جس لفافے پر پوسٹ ماسٹر کی سرخ سیاہی سے دستخط کئے ہوتے ہیں جب وہ ٹکٹ لندن کے نیلام گھر میں پہنچتا ہے تو اس کی قیمت لاکھوں روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ وہی ٹکٹ ہے جو کہ برٹش گی آنا نے ۱۸۵۶ء میں جاری کیا تھا۔ انگلستان میں ہر سال ٹکٹ بھی نیلام کئے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ جائیدادوں، مکانوں وغیرہ کی نیلامی ہوتی ہے اسی طرح ٹکٹ بھی نیلام ہوتے ہیں۔ اور انگلستان کی بعض کمپنیاں ٹکٹوں کے متعلق کتابیں بھی چھاپتی ہیں۔ اس طرح دنیا کے زیادہ تر ممالک میں شائقین حضرات کے لئے ٹکٹوں کی نمائش بھی کی جاتی ہے۔ جس میں شائقین ایک دوسرے سے مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں لاہور کی انٹرنیشنل نمائش منعقد ہوئی جس میں سوئٹزرلینڈ، امریکہ، برطانیہ، ایران، عراق، برازیل، روس، فرانس اور دیگر کئی ممالک نے حصہ لیا۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ میں بھی نمائش ہوئی۔ جس میں (I.T.U) انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن کے ٹکٹ رکھے گئے۔ ۱۹۶۷ء میں نیپال میں بھی نمائش ہوئی۔ اگر ہم یورپ کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو دورانِ مطالعہ ہماری نظر سے جارج پنجم کے یہ الفاظ گذرتے ہیں۔ کہ "ٹکٹ جمع کرنا میری زندگی کا اہم ترین مشغلہ ہے"۔ کئی لوگوں میں یہ مثل مشہور ہے۔ کہ "ٹکٹ جمع کرنا بادشاہوں کا مشغلہ اور مشغلوں کا بادشاہ ہے"۔ یہ مشغلہ صرف طالب علموں تک محدود نہیں بلکہ اس شغل کو بادشاہ بھی اپناتے ہیں جس طرح موجودہ زمانہ میں ایران کے شہنشاہ، اردن کے شاہ حسین اور ملکہ الزبتھ کو ٹکٹ جمع کرنے کا شوق ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے باشندے اس شغل کو بڑے شوق سے اپناتے ہیں۔ اور اس شغل سے دلچسپی رکھنے والوں کو خاص مراعات دی جاتی ہیں وہ ٹکٹوں کی نمائشوں میں حصہ لیکر انعامات حاصل کرتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ وہ ان سے کئی قسم کی معلومات بھی حاصل کرتے ہیں۔ روس کے بچے ان ٹکٹوں کو فروخت کر کے ان روپوں پیسوں کو تعلیمی مقاصد میں صرف کرتے ہیں عام ٹکٹوں کی وقعت اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ یادگاری ٹکٹوں کی ہوتی ہے کیونکہ یہ ٹکٹ کسی خاص دن کسی خاص موقعہ پر چھاپے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی سربراہ مملکت کی وفات پر، کسی ولیعہد کی پیدائش پر، کسی ملک میں انقلاب رونما ہونے پر۔ یہ ٹکٹ بہت اہمیت کے مالک ہوتے ہیں۔ محکمہ ڈاک ایسے موقعوں پر فرسٹ ڈے کور (First Day Cover) بھی جاری کرتا ہے اسی طرح کسی سربراہ مملکت کی آمد پر یا کسی اور تقریب پر محکمہ ڈاک ایک خاص مہر بھی جاری کرتا ہے۔

دنیا کا سب سے چھوٹا ٹکٹ جرمنی کا ہے جو کہ ایک انچ کے تقریباً چوتھے حصے کے برابر ہے اس کے برعکس دنیا کا سب سے بڑا ٹکٹ برازیل کا ہے جو کہ پانچ انچ لمبا اور ۲½ انچ چوڑا ہے۔ یہ ٹکٹ آج سے دو سال قبل آسانی سے

(باقی دیکھو صفحہ ۳۴ پر)

افراطِ زر ــــ پاکستان کا ایک معاشی مسئلہ

(مکرم محمد سمیع صاحب طاہر بی۔ اے فائنل۔ ٹی۔ آئی۔ کالج۔ ربوہ)

پاکستان ایک نوزائیدہ ملک ہے اس کی معیشت زرعی نوعیت کی ہے صنعتیں ابھی ابتدائی دور سے گزر رہی ہیں ملک میں آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے فی کس آمدنی (۳۸۲ روپیہ سالانہ) بہت تھوڑی ہے بچتیں نہیں ہو رہیں۔ سرمایہ کاری کی رفتار بھی بہت سست ہے۔

ملک کو بے شمار مسائل درپیش ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ افراطِ زر ہے، افراطِ زر عموماً اس وقت رونما ہوتا ہے جب قیمتوں میں اضافہ کا رجحان ہو قیمتوں میں اضافہ کا رجحان اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اشیاء کا مصرف بڑھ جائے۔ معاشیات کا ایک سادہ سا اصول ہے کہ جب اشیاء کی صرف بڑھ جاتی ہے۔ اور لوگ زیادہ طلب کرنے لگتے ہیں۔ تو اشیاء کی قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ جب لوگ زیادہ اشیاء طلب کریں تو روپیہ کا مصرف بڑھ جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں روپیہ کی قدر کم ہو جاتی ہے۔

افراطِ زر کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور توازن برقرار نہیں رہتا۔ اس طرح مصارف پیدائش بڑھ جاتے ہیں اور افراطِ زر کا عمل تیز ہوتا چلا جاتا ہے۔

افراطِ زر کسی ملک کی معیشت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اس کے نقصان مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اس سے تقسیم دولت و اشیاء کا توازن برقرار نہیں رہتا۔ بہت تھوڑے لوگ اپنے فائدہ کے لئے اکثریت کا نقصان کر دیتے ہیں۔ بعض اشیاء و خدمات کی قیمتیں دوسری اشیاء کے مقابلے میں تیزی سے اوپر چڑھتی ہیں مثلاً خام اشیاء کی قیمتیں، مصنوعات کے مقابلے میں زیادہ چڑھ جاتی ہیں۔ جن لوگوں کی آمدنی مقررہ ہوتی ہے ان کے اثاثوں کی مالیت برابر کم ہوتی جاتی ہے، تنخواہ داروں اور اُجرت پانے والے مزدوروں کی گزر اوقات مشکل ہو جاتی ہے، نقدی کی صورت میں بچائی ہوئی رقوم کی حقیقی قدر بھی کم ہو جاتی ہے۔ کاروباری طبقہ بہت سا منافع حاصل کر لیتا ہے اس سے معاشرہ میں طبقاتی تصادم اور غیظ و غضب پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ اشیاء کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ مصارف زندگی بہت بڑھ جاتے ہیں۔ مزدور طبقہ کی اجرتوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں خاص طور پر دبایا جا رہا ہے۔ بعض اوقات بنیادی صنعتوں میں بہت ہی تخفیف ہو جاتی ہے اور افراطِ زر کی صورت ہی شدید ہو جاتی ہے۔

۳۔ قیمتوں میں مسلسل اضافے کے رجحان سے فروخت کنندگان منافع حاصل کرنے کے لئے اشیاء کی ذخیرہ اندوزی شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے مصنوعی قلت پیدا ہو جاتی ہے

اور قیمتوں میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ اشیاء کی پیداوار اور فروخت کے مصارف میں باہمی نسبت غیر یقینی ہو جاتی ہے اس سے کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور پیدائشِ اشیاء متاثر ہوتی ہے۔

۵۔ جنگ کے زمانے میں جن اشیاء کی قیمتوں پر خاص طور پر اثر پڑتا ہے۔ وہ عموماً سامانِ تعیّش ہوتا ہے۔ اور اگر ضروریاتِ زندگی پر کنٹرول کر دیا جائے، اور راشن بندی کے ذریعے قیمتیں کم رکھی جائیں، تو سامانِ تعیّش کی قیمتیں اور بھی بڑھیں گی۔

۶۔ قیمتوں کے بڑھنے سے سکے کی قوتِ خرید تیزی سے کم ہو گی۔ لوگوں کو جونہی روپیہ ملے گا۔ وہ خرچ کر دیں گے روپے کی گردش بڑھے گی تو تیزی سے بڑھتا ہوا افراطِ زر جنم لے گا۔

۷۔ روپے کی اندرونی و بیرونی قدر میں کمی کے باعث کرنسی پر دباؤ بڑھ جائے گا۔ اس طرح ایکسچینج کی چور بازاری شروع ہو گی۔ سرمایہ دوسرے ممالک کو منتقل ہونا شروع ہو جائے گا۔ غیر ملکی تجارت چوپٹ کی سی ہو جائے گی۔

پاکستان بھی افراطِ زر کا شکار ہے، گو ابھی افراطِ زر کی نوعیت اتنی شدید نہیں لیکن اگر اس کی اصلاح نہ کی گئی تو صورتِ حال خراب بھی ہو سکتی ہے اس میں اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان میں اس کے اسباب کا سرسری مطالعہ کر لیا جائے۔

۱۔ پاکستان میں سب سے بڑی وجہ افراطِ زر کی غیر ملکی قرضے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں ہمارے اوپر قرضوں کا کل بوجھ ۱۰ کروڑ روپیہ تھا، جو ۱۹۶۰ء میں بڑھ کر ۳۴ کروڑ روپے اور ۱۹۶۶ء میں ۶۶۳ کروڑ روپیہ اور ۱۹۶۷ء میں ۸۱۰ کروڑ روپے ہو گئے تھے اور جنوری سے جون ۱۹۶۸ء تک ۲۵ د ۳۰۰ کروڑ روپیہ مزید قرض لئے جا چکے ہیں اور بہت سے قرضوں کی بات چیت ہو رہی ہے۔

۲۔ پاکستان میں افراطِ زر کی دوسری وجہ قلتِ خوراک ہے۔ پاکستان ہر سال غیر ممالک سے زرِ مبادلہ کا بہت بڑا حصہ (⅓) اناج درآمد کرنے پر صرف کرتا آیا ہے۔ اس وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ۱۹۶۷ء کا سال سب سے خراب ثابت ہوا۔ کیونکہ اس میں گندم کی قیمت ۴۵ روپے اور چاول کی قیمت ۶۰ روپے من سے تجاوز کر گئی ان اشیاء کو درآمد کرنے کے لئے حکومت کو زیادہ مقدار میں زر جاری کرنا پڑا۔ ۱۹۶۷ء میں حکومت نے ۱۷۶۶ لاکھ ٹن گندم ۱۶۵ لاکھ ٹن چاول درآمد کئے۔

۳۔ پاکستان میں آبادی ۲۶۳ فی صدی فی سال کے حساب سے بڑھتی ہے۔ اس وقت پاکستان کی آبادی گیارہ کروڑ تئیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ چنانچہ ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے حکومت کو زیادہ زر جاری کرنا پڑا ہے۔

۴۔ زرعی اور صنعتوں کی پیداوار میں تدریج کمی ہوئی ہے صنعتی اشیاء میں کمی، فالتو پرزوں کی قلت اور خام مال کی غیر دستیابی کی وجہ سے ہے۔

(۵) ۱۹۵۵ء میں حکومت نے روپے کی غیر ملکی قدر میں

۳۰ فیصدی کمی کر دی۔ اس وجہ سے ہماری برآمدات کی قیمتوں میں کمی اور درآمدات کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔

۶۔ حکومت کو ہر سال ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں پر بہت سے اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔

۷۔ پاکستان میں بچتوں کا معیار بہت پست ہے سرمایہ کاری برائے نام ہے۔

حکومت پاکستان نے فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے افراطِ زر کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ختم کرنے کے لئے بہت سے مفید اقدامات کئے ہیں۔

۱۔ حکومت نے زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک مہم چلائی ہے۔ کسانوں کو اعلیٰ قسم کے بیج، اور اچھی کھاد کی سہولتیں مہیا کیں۔ سیم و تھور کا انسداد کر کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ کیا ہے۔ زراعت میں جدید آلات کاشتکاری کو فروغ دیا۔ زمین کی ذیلی تقسیم و انتشار اراضی کو روکنے کے لئے اشتمالِ اراضی کی مہم شروع کی، زرعی اجناس کی منڈیوں کو منظم بنایا، کاشت کاروں کو قرضے کی سہولتیں دیں۔

صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے صنعت کاروں کو سہولتیں مہیا کیں۔ ارضی جائزے سے لئے سوئی گیس کو دریافت کیا۔

۲۔ حکومت نے زر کی مقدار میں کمی کرنے کے لئے درج ذیل منصوبے بنائے۔

(۱) شرح بنک میں اضافہ کیا۔ سٹیٹ بنک کے قیام کے وقت شرح سود ۳ فیصد مقرر کی گئی تھی۔ ۱۹۵۹ء میں اس میں ایک فیصد کا اضافہ کیا۔ جولائی ۱۹۶۶ء میں ایک فیصد کا اضافہ ہوا۔ موجودہ شرح ۵ فیصد سالانہ ہے۔

(ب) انعامی بانڈز سکیم شروع کر کے لوگوں کا فاضل روپیہ حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا۔

(ج) صرف ترقیاتی بنکوں کو اجازت دی کہ وہ قرضہ مہیا کریں۔

(د) حکومت نے اپنے محفوظ سرمایہ میں اضافہ کر دیا۔

(ھ) فہرستی بنکوں پر فرض عائد کیا کہ وہ سٹیٹ بنک سے ایک مقررہ مقدار سے زیادہ قرض نہ لیں۔ اور خود بھی زیادہ قرضہ جاری نہ کریں۔

(و) حکومت نے اپنے اخراجات میں کمی کر دی۔

(ز) قیمتوں پر کنٹرول کیا۔

(ح) لوگوں سے انکم ٹیکس و دیگر ٹیکسوں کی وصولی کے نئے طریقے دریافت کئے اور بچت کی مختلف مہمیں چلائیں۔

حکومت کے یہ سب اقدامات عوام کے پرخلوص تعاون سے ہی انجام پا سکتے ہیں۔ ہر محب وطن شہری کا فرض ہے کہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہے حکومت سے جو بن پڑے گا وہ کرتی رہے گی لیکن شہریوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل امور پر عمل کریں۔

۱۔ زر کو گردش میں نہ لائیں۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ گھروں میں مال و دولت جمع کر لیں۔ اس کو بنکوں میں محفوظ کریں۔ سرمایہ کاری کے لئے استعمال کریں۔ ترقیاتی بنکوں میں جمع کرائیں۔ آپ کی امانت بھی محفوظ رہے گی مخلوقِ خدا

کا بھی فائدہ ہو گا۔

۲- بے جا اخراجات سے پرہیز کریں بیاہ و شادیوں پر اسراف سے کام نہ لیں۔ کیونکہ ایک تو متعلقہ خاندانوں پر بوجھ پڑتا ہے۔ دوسرے بہت سا سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ سرمایہ تعمیری کاموں پر بھی صرف ہو سکتا ہے۔

۳- لوگوں کو چاہیئے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں ضروریاتِ زندگی پر قناعت کریں۔ آسائشات اور تعیّشات سے پرہیز کریں۔

۴- اپنی آمد سے بچانے کی جستجو کریں اور بچتوں کو گھروں میں محفوظ کرنے کی بجائے سرمایہ کاری میں استعمال کریں۔

۵- سب سے بڑھ کر یہ کہ حکومت کا ملکی ترقی میں ہاتھ بٹائیں۔ اور اس کے جملہ منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کریں ؂

جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

(محترم حسن محمد خاں صاحب عارف (نائب وکیل التبشیر)

ہماری اس مختصر سی زندگی کا کارواں بھی

کیا عجیب سی چیز ہے !!!

بچہ کہتا ہے۔

جب میں لڑکا بنوں گا۔

مگر پھر کیا !!!

جب وہ لڑکا بن جاتا ہے تو......

تو پھر وہ سوچتا ہے۔

جب میں بڑا ہو جاؤں گا۔

اور پھر !!!

پھر وہ بڑا بھی ہو جاتا ہے

اور اس وقت وہ کہتا ہے۔

اچھا میری شادی ہو لینے دو۔

پھر شادی بھی ہو جاتی ہے۔

اور تصورات کا دھارا یوں بدلتا ہے کہ

اچھا۔ جب میں ریٹائر ہوں گا تب سہی۔

اور یہ وقت بھی آجاتا ہے !!!

زندگی کا یہ دَور ؟

اپنے گذرے ہوئے ایام کو سوچتا ہے تو یوں محسوس کرتا ہے کہ حیاتِ مستعار کے حسین وجمیل مرغزار تو گذر بھی گئے۔

پیری کی کڑکڑاتی ہوائیں باقی رہ گئیں۔

اب پچھتائے کیا ہوت

زندگی کو ہم کیوں نہ سمجھ سکے ؟

زندگی ؟

زندگی تو آج کا نام ہے۔

اب کا۔

اور اسی دم کا۔

یہ سٹیفن لی کاک نے کہا۔

دُعا کی تاثیر

"دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش سے بڑھ کر ہے"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(مکرم انعام الحق صاحب کوثر متعلم جامعہ احمدیہ - ربوہ)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کا آئینہ ہے
یہ صفات خدا تعالیٰ کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں۔ اور
کیفیت کے لحاظ سے اسی معبود حقیقی کی ذات لامحدود اور
لا یدرک کی طرح ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے گویا یہ ایک
بحر ناپیدا کنار ہے جس کی وسعت کا اندازہ کرنا مشکل ہی نہیں
ناممکن ہے۔ یہ صفات وقتاً فوقتاً دنیا میں اپنا اثر دکھاتی
ہیں ان میں سے بعض صفات تو ایسی ہیں کہ اگر ان کا ظہور
نہ ہو تو اس کرۂ ارض پر کوئی متنفس زندہ ہی نہ رہ سکے۔
انہیں میں سے ایک صفت ربوبیت ہے اور دوسری
صفت رحمانیت جس کے تحت ہم بغیر مانگے نعماءِ الٰہیہ کے
وارث ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک صفت رحیمیت ہے جس
سے فیض حاصل کرنے کے لئے دعا، تضرع اور ابتہال
کی ضرورت ہے اور جب تک انسان کا دل یہ فیض حاصل
کرنے کے لئے بے قرار نہ ہو اور اس کی رُوح آستانہ الوہیت
پر سجدہ ریز نہ ہو اور اس کی آنکھیں اشک افشاں نہ ہوں
اس وقت تک یہ فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی حالت کا
نام دُعا کرنا ہے۔ اصطلاح میں دعا سے مراد یہ ہے کہ
انسان اپنی حوائج و ضروریات کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور
گریاں ہو۔

فرضیتِ دُعا

دعا کرنا انسانیت کا تقاضا ہے۔ ہر دکھ اور ہر
تکلیف کے وقت وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اگر
انسان دعا نہ مانگے گا۔ تو بارگاہِ الٰہی سے دور ہوتا چلا
جائے گا اور ایک وقت اس پر ایسا بھی آئے گا۔ جبکہ
خدا تعالیٰ کو بھی اس کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ فرمایا۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا
دُعَآؤُکُمْ (سورۃ الفرقان آیت ۷۸)

یعنی اے رسول تو ان سے کہدے کہ میرا رب تمہاری پرواہ
ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو۔

گویا اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنی ذات
کا یقین دلانے اور اپنے وجود کا علم دینے اور انہیں اپنی
طرف کھینچنے کے لئے دعا کا دروازہ کھولا ہے پس دعا کرنا
نہ صرف انسانیت کا خاصہ ہے بلکہ اس کے بغیر انسان اللہ تعالیٰ

سے حقیقی تعلق پیدا ہی نہیں کر سکتا۔ لیکن جبکہ انسان پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے معبودِ حقیقی سے تعلق استوار کرے تو پھر اس پر دعا کرنا فرض ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (سورۃ المؤمن آیت ۶۱)

مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا"

مذکورہ بالا آیت میں "اُدْعُو" فعل امر کا صیغہ ہے جو فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

فرضیتِ دعا کے اسباب

دعا کی فرضیت کے چار اسباب ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ تا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا ہو۔

دوم۔ یہ کہ تا خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہو۔

سوم۔ تا ایمان قوی ہو اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بڑھتا چلا جائے۔

چہارم۔ تا معرفت الٰہی ترقی کرے۔ اور محبت الٰہی میں اضافہ ہو جس سے انسان ہر گناہ اور بدی سے بچ سکے۔

قبولیتِ دعا

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو دعا کرنے کا تو حکم دیا ہے۔ کیا وہ اس کی دعاؤں کو قبول بھی کرتا ہے؟ سو ہمارا یہ ایمان اور یقین ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے کیونکہ وہ ایک سمیع و علیم اور حیّ و قیوم خدا ہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا کے متعلق فرمایا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ٭ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

یعنی اے میرے رسول جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں کہ وہ کہاں ہے؟ تو تو ان سے کہہ دے کہ میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں اور پھر جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والا) میرے حکم کو قبول کرے اور مجھ پر ایمان و یقین رکھے تاکہ ہدایت یافتہ قرار دیا جائے:۔

اُجِیْبُ - اَجَابَ سے مضارع متکلم کا صیغہ ہے اور اَلْاِجَابَۃُ کے معنے .... مِنَ اللّٰہِ وَ الطَّاعَۃُ مِنَ الْعَبْدِ (مفردات) یعنی اگر اجابت اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنے بخشش کرنے یا دینے کے ہوتے ہیں اور اگر بندے کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنے اطاعت کے ہیں پس اُجِیْبُ کے معنے ہوئے میں اطاعت گزار کی ہی دعا سنکر اسے اپنے حضور سے شرفِ قبولیت بخشتا ہوں۔

قبولیتِ دعا کے اصول

مذکورہ بالا آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ الخ

ہیں جہاں قبولیتِ دعا کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہاں اس کی قبولیت کے اصول بھی بیان کئے گئے ہیں۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي اور وَلْيُؤْمِنُوا بِي میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی چاہیئے کہ دعا مانگنے والے مجھ پر یقین بھی رکھتے ہوں اور یہ کہ میری منشاء کے مطابق اعمال بجا لاتے ہوں۔ تو میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ لیکن جنہیں یقین نہ ہو اور وہ میری منشاء کے مطابق دعا نہ کریں تو ان کی دعا قبولیت کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ رسول اکرم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ حدیث بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے:۔

لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا
لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ اَوْ قَطِيعَةِ
رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ
يَا رَسُولَ اللهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ
قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ
اَرَى يُسْتَجَابُ فَيَسْتَحْسِرُ
عِنْدَ ذَالِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ

(مسلم جلد دوم کتاب الذکر والدعاء)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ جب تک کہ وہ قطع رحم یا گناہ سے متعلق نہ ہوں۔ مگر اس صورت میں نہیں کہ وہ جلدی کرے صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ کہنے لگتا ہے کہ میں نے بڑی دعا کی۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ پھر وہ دعا سے تھک جاتا ہے اور دعا چھوڑ بیٹھتا ہے۔

اس لئے دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان ویقین رکھے۔ اور مایوسی کو اپنے قریب تک پھٹکنے نہ دے۔ مندرجہ بالا آیت قرآنی میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے مومن بندوں سے یہی وعدہ فرمایا ہے۔ کہ جب وہ کامل ایمان، کامل یقین، کامل محبت، کامل امید کامل ہمت اور کامل وفاداری سے دعا کریں گے تو میں ضرور اس دعا کو شرف قبولیت بخشوں گا۔ چنانچہ اسی بارہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ
الْوَرِيْدِ۔ (سورۃ قٓ آیت ۱۷)

یعنی ہم تو انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے ہم اس کی جملہ ضروریات سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ انسان جو منہ سے دعا مانگتا ہے۔ یا دل کے اندر۔ ہم سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ اور یہ امر بھی مدنظر رہے، کہ اللہ تعالےٰ صرف مسلمانوں کی ہی دعائیں نہیں سنتا، بلکہ خواہ کوئی ہندو ہو یا عیسائی، سکھ ہو یا آریہ۔ اگر وہ خدا تعالےٰ کے حضور سچے دل سے گڑگڑائے گا۔ اور اپنی حالتِ زار پیش کر کے اس کی مدد چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرے گا۔ بے شک وہ سچے مسلمان کی دعائیں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔

(سورۃ الشوریٰ آیت ۲۷)

اور اللہ تعالیٰ مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنیوالوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے۔ اور کافروں کے لئے سخت عذاب مقرر ہے۔

قبولیت دعا پر اعتراضات اور ان کے جوابات

قرآن مبین اور حدیث شریف کی اتنی وضاحت کے بعد کسی مسلمان اور مومن کا دعا کی قبولیت میں شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن پھر بھی بعض مسلمان دعاؤں کی فلاسفی سے لاعلمی کی وجہ سے قبولیت دعا کے وعدہ پر اعتراض کرتے ہیں معترضین ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری ساری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعا میں صرف تضرع ہی کافی نہیں بلکہ تقویٰ۔ طہارت، اور راست گوئی کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ اور جو دعا کیگئی ہو وہ مصلحت الٰہی کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً کوئی مُردہ (جسمانی) کے زندہ ہونے کے لئے دعا کرتا ہے تو پھر بھلا وہ کیونکر قبول ہوسکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ انسان کا علم بہت محدود ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ کونسی چیز اس کے لئے فائدہ مند ہے اور کونسی نقصان دہ۔ اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ کا علم غیر محدود ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے بندہ کے لئے کونسی چیز فائدہ مند ہے اور کونسی نقصان رساں اور اگر وہ (خدا تعالیٰ) دیکھتا ہے کہ یہ چیز اس کے بندہ کے لئے مہلک ہے۔ تو وہ اس کو اس رنگ میں قبول نہیں کرتا۔ اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ وہ دُعا کسی اور رنگ میں قبولیت کا درجہ پا چکی ہوتی ہے۔

بعض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دعا کرنے کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ جو ہونا مقدر ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواب دینے کی خاطر ایک صاحب کا یہ اعتراض "برکات الدعاء" میں درج کیا ہے:۔

"یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے وہ بھی مقدر ہیں۔ ان مقدرات کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس اگر استجابت دعا کے معنے سوال کا پورا کرنا قرار دیئے جائیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ان سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں صادق نہیں آسکتا"۔

(بحوالہ حضرت المسیح الموعود علیہ السلام کتاب برکات الدعاء صلہ)

یہ اعتراض بھی مسئلہ تقدیر کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اگر یہ سمجھ کر کہ جو کچھ مقدر ہے وہی ہوگا۔ اور ہمیں کسی کوشش کی ضرورت نہیں۔ تو پھر ایک مریض کو دوا کیوں دی جاتی ہے۔ اگر مریض کا مرنا مقدر ہے۔ تو دوا کرنے کا فائدہ ہی کیا؟ اور اگر بچنا مقدر ہے۔ تو پھر دوا کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن ان دونوں صورتوں کے باوجود مریض کو دوا دی جاتی ہے اور دوا اپنا اثر بھی

دکھائی ہے۔ بعض دفعہ مریض بچ جاتا ہے اور بعض دفعہ نہیں۔ پس جبکہ دوا میں اثر ہے تو دعا میں کیوں نہیں؟ ایک مچھر تو اثر رکھتا ہے۔ لیکن دعا نہیں؟ دعا میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ البتہ دعا کی مقبولیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان مضطر ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اس سے ملتجی ہو۔ جیسا کہ فرمایا:۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۔ (سورۃ النمل آیت ۶۳)

یعنی کون کسی بے کس کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے۔ اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین کا والی بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہے؟ بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

تو أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ کے معنے یہ ہوئے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو ملجاء و ماویٰ نہیں سمجھتا ضرور قبول کی جاتی ہے۔

دعا کی قوتیں اور اس کے معجزانہ اثرات

قبولیت دعا پر اعتراضات کا جائزہ لینے کے بعد فطرتاً انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دعا میں کس قدر قوتیں رکھی گئی ہیں؟ تو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا میں بڑی قوتیں رکھی ہیں۔

اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے
اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعا سے
گونگے بول سکتے ہیں تو دعا سے۔
اندھے بینا ہو سکتے ہیں تو دعا سے۔
بیمار شفا پا سکتے ہیں تو دعا سے
اطمینان قلب حاصل کیا جا سکتا ہے تو دعا سے
دل فتح کئے جا سکتے ہیں تو دعا سے
پلید پاک ہو سکتے ہیں تو دعا سے
شیطانی حملوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے تو دعا سے
عذاب ٹل سکتا ہے تو دعا سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی قوتوں سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں، تو دعاؤں سے مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۱)

الغرض دعا بڑی قوتوں کی مالک ہے اس کے اندر ایک جذب اور کشش ہے جو فیضان الٰہی کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ دعا ہی ہے جو انسان کو تاریکی کے عمیق گڑھے سے نکال کر کھلی فضا میں لاتی ہے دعا ہی ہے جو انسان پر علم و معرفت اور حکمت کے عقدے کھولتی ہے۔ دعا ہی ہے جو غیر ممکن کو ممکن میں بدل دیتی ہے وَلِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ

؎ غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

دُعا کی تاثیر سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آج مَیں نے بہت دعا کی اور اتنی دُعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سرسبز ہو جاتی"۔ (ملفوظات جلد اوّل)

نیز ایک دوسری جگہ فرمایا۔

"مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعا کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے نکالے جائیں گے"۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶) (باقی)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمان

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بڑی عظمتوں والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر (ہر قسم کی) رحمتیں اور برکات نازل فرما۔

۲۵ برس سے زائد عمر والے روزانہ کم از کم	۲۰۰ مرتبہ	۷ سے ۱۵ برس تک روزانہ کم از کم	۳۳ مرتبہ
۱۵ سے ۲۵ برس تک "	۱۰۰ مرتبہ	۷ برس سے کم عمر والے "	۳ مرتبہ

دنیا کے اس نازک دور میں غلبہ اسلام کی خاطر ملائکۃ اللہ کی تائید اور الٰہی فضل کو جذب کرنے کیلئے ہماری زبانوں سے اس کثرت کے ساتھ تحمید اور درود نکلنا چاہیئے کہ شیطان کی ہر آواز ان کی لہروں کے نیچے دب کر رہ جائے چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تسبیح و تحمید اور درود پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا الہامی دعا کا مقررہ تعداد میں روزانہ ورد کرنا اس سنہ ہجری کیلئے تمام افرادِ جماعت احمدیہ (مردوں، عورتوں اور بچوں) پر فرض قرار دیا ہے۔ ہمارا اولین فرض ہے کہ دل و جان سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس فریضہ کو کما حقہٗ ادا کریں اور محاسبہ کرتے رہیں کہ:

کیا ہم میں سے ہر ایک فرد اپنے فرض کو پورے طور پر ادا کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا

نوجوان میدانِ عمل میں

ذیل میں ہم "آئینہ برطانیہ" امان ۱۳۴۷ ہش (مارچ ۱۹۶۸ء) کے شمارہ سے ایک مضمون نقل کر رہے ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ غیر مسلم نوجوان کس کس طریق سے بنی نوع انسان کی خدمت میں وقت صرف کرتے ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ احمدی نوجوان اپنے فرائض کو پہچانیں اور ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں! (ادارہ)

وسطی انگلستان کے شہر ڈربی میں اسکول کے کچھ لڑکے اپنے گھروں سے صبح سویرے اس لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ کہ اسکول پہنچنے سے پیشتر وہ عمر رسیدہ افراد کے ہسپتال میں جا کر کسی بوڑھے شخص کا شیو کر سکیں۔ دوسری طرف کچھ لڑکیاں ہفتے میں دو تین بار اپنے اسکول سے واپسی پر آدھ گھنٹہ تاخیر سے گھر پہونچتی ہیں کیونکہ انہیں عمر رسیدہ خواتین کے ایک متوازی ادارے میں عورتوں کے کنگھی کرنا ہوتی ہے۔

یہاں سے کچھ دور مغرب کی جانب چیشائر میں نوجوان رضاکاروں نے ہسپتال میں باغیچہ لگایا اور میدان صاف کر کے پھولوں کی کیاریاں سجائی ہیں تاکہ بیمار لوگ سبزے اور رنگ برنگے پھولوں سے اپنی آنکھوں کو تسکین دے سکیں۔ یہ کام جس جذبے کے تحت ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کام میں نوجوان ڈاکٹروں نے بھی اپنی ڈیوٹی سے فراغت پانے کے بعد تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر ہاتھ بٹایا ہے۔

دوسری طرف ورسسٹر شائر، مغربی وسطی علاقے کے شہر بوشام میں اسکول کے طلبہ قریبی مرکز اطفال کے چھوٹے بچوں کو تفریح کراتے، حمامات پر لے جاتے اور ہفتے کی چھٹیوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور تہوار کے دنوں میں ایک دوسرے کو کارڈ بھیجتے ہیں۔

اور جنوبی انگلستان کے علاقے سسیکس کے شہر ہیورڈ ہیتھ میں نوجوان رضاکاروں نے ذہنی طور پر بیمار حضرات کے لئے ایک نہانے کا تالاب بنایا ہے۔ جس کی تعمیر میں کچھ مریضوں نے بھی ساتھ دیا۔

برطانیہ کے نوجوانوں کے رویے میں مذکورہ سماجی انقلاب گزشتہ کئی برسوں سے وقوع پذیر ہو رہا ہے اگرچہ یہ انقلاب بڑی خاموشی سے رونما ہوا ہے تاہم اس کے اثرات بڑے وسیع ہیں اور آج یہ سماجی تربیت ڈیوک آف ایڈنبرا ایوارڈ اسکیم سے لے کر آؤٹ ورڈ باؤنڈ اسکول تک محیط ہے۔

عملی عینیت پسندی اب حقیقت پسندی کا روپ دھارتی جا رہی ہے۔ جنوب مشرقی کاؤنٹی کینٹ کے مقام سیون اوکس کے طلبہ نابینا نوجوانوں کو ایک عرصے سے اپنے ساتھ دو نشستی سائیکلوں پر بٹھا کر تفریح کراتے ہیں۔ اور وسطی انگلستان کے علاقے سولی ہل کے اسکول کے بچوں نے ایک آرٹ گروپ بنایا ہے۔ اور ذہنی طور پر کمزور بچے اس کے

رکھی ہیں۔ لندن کے مشرقی حصے میں یہودی نوجوانوں کی ایک جماعت نے ایک سماجی بہبود کے ادارے کو پیشکش کی ہے کہ کرسمس اور ایسٹر کے دنوں اور اتوار کے روز وہ ان کے عملے کا کام یعنی سامان کی حمل و نقل اور برتن دھویا کرینگے اور ان کا عملہ چھٹی کر سکے گا۔

سمندر پار رضا کار سروس کا برطانیہ میں آغاز ۱۹۵۸ء میں ہوا تھا اس سروس کا مدعا یہ تھا کہ نوجوان حضرات ترقی پذیر ممالک کی ترقی میں ایک خصوصی کردار ادا کر سکیں اس وقت برطانیہ کے بہت سے لوگ اپنے آپ سے سوال کیا کرتے تھے کہ اگر ہمارے نوجوان افریقی اور ایشیائی ممالک میں بڑے بڑے مسائل حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں تو کیا ہمارے اپنے ملک میں کوئی مسئلہ نہیں؟

چنانچہ اس سروس کا آغاز اس طرح ہوا کہ سینیئر اسکولوں کے طلبہ اور طالبات نے اپنے اڑوس پڑوس کے حاجتمندوں کی اعانت کرنا شروع کر دی۔

بولٹن، شمال مغربی انگلستان، میں ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ ہفتے کی چھٹیوں میں بوڑھے اور غریب افراد عموماً بے یارو مددگار ہوتے ہیں شہری حکام اور شہریوں کی معاونت سے طلبہ نے ہفتے کی چھٹیوں کے دوران "گشتی کھانے" کی سروس کا آغاز کیا ہے۔ لڑکیاں کھانا تیار کرتی ہیں اور لڑکے سائیکلوں پر کھانا لیکر معمر افراد تک پہنچاتے ہیں۔

آجکل برطانوی اسکولوں کے ہزاروں طلبہ اسکول میں اپنے آخری تعلیمی سال کے دوران معاشرتی بہبود کا کام کر رہے ہیں بعض صورتوں میں اس قسم کی خدمت کو درسی نصاب کا جزو بنا دیا گیا ہے۔

لیکن اگر یہ جذبہ بنیادی طور پر محض اسکولوں سے شروع ہوتا تو وہیں تک محدود رہتا۔ اس کے برخلاف "نوجوان مجرم" بھی معاشرتی بہبود کا کام کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر بورسٹل کے ایک ادارے کے لڑکوں نے مشرقی لندن کے بعض انتہائی معذور افراد کے تعطیلاتی مرکز میں مرد ورکروں کی حیثیت سے رضا کارانہ کام کرنے کی پیشکش کی ہے۔

کمسن مجرموں کے بعض "منظور شدہ اسکول" اس امر پر متفق ہو رہے ہیں۔ کہ معذور افراد کے اداروں میں رضا کارانہ کام کرنے کے لئے کمسن مجرموں کو عارضی طور پر رہا کیا جائے متعدد سماجی کارکنوں کا خیال ہے کہ دوسروں کی مدد کا تجربہ کمسن مجرموں کی اصلاح میں بڑا اہم عنصر ثابت ہو سکتا ہے۔

پولیس کے بہت سے ادارے اپنے پولیس کیڈٹوں کی جن میں ۱۶ سے ۱۹ سال تک کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں شامل ہوتی ہیں۔ معاشرتی بہبود کے کام میں ہمت افزائی کرتے ہیں۔ تقریباً بیس ادارے اپنے کیڈٹوں کو مستقر سے دور عارضی طور پر کام کرنے کی چھٹی دے دیتے ہیں۔ لیورپول کانسٹیبلری کے اٹھارہ سالہ کیڈٹ ڈیوڈ اسمتھ نے ایک دماغی ہسپتال میں ذہنی امراض کے شکار نوجوانوں کی خدمت انجام دی۔ ان مشکل آدمیوں کے گروپ کو کیمپ کے ایک پروگرام میں لیجا کر انہوں نے ہسپتال کے حکام کو اچنبھے میں ڈال دیا۔ دوسرے کیڈٹ جنوبی لندن میں منشیات کے عادی افراد کے ایک مرکز میں کام کر رہے ہیں۔

صنعت سے تعلق رکھنے والے نوجوان بھی اس قسم کی

خدمت کے لئے نئے نئے طریقے دریافت کر رہے ہیں۔ گریٹ یارمتھ، نارفوک، مشرقی انگلستان کے فنی تربیت یافتوں نے ایک مقامی شخص کے لئے ٹرانسسٹر لگا ہوا برقی حرارت کا دستانہ تیار کیا ہے۔ اس شخص کو خون کی کمی کا مرض لاحق ہے اور اس کی انگلیوں میں دورانِ خون بہت کم ہے۔ نارتھمپٹن شائر میں فولاد کے عظیم ادارے اسٹیوارٹس اینڈ لائیڈز کے تربیت یافتوں کو نابیناؤں کے ورسسٹر کالج کے فنی عملے کی امداد کے لئے چھٹی دی گئی ہے تاکہ نابینا بچوں کے لئے تدریسی آلات تیار کرنے میں آسانی ہو۔

اس ضمن میں بھی ایک حیرت انگیز چیز رونما ہوئی ہے۔ ایک نابینا لڑکا جان لینڈ شمالی انگلستان کے قصبے نیو کاسل میں اعصابی مریض بچوں کے ادارے میں رضاکار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اور ادارے کے شعبۂ علاج میں تشنجی دوروں کے مریض بچوں کی امداد کر رہے ہیں۔ بڑی جسمانی معذوری کے باوجود ایک مکمل اور مفید زندگی کس طرح گزاری جاتی ہے یہ ظاہر کر کے وہ ان کے حوصلے بلند رکھتے ہیں اور جب یہ اعصابی تشنج کے مریض کسی نہ کسی طرح ان کی مدد کرتے ہیں تو انہیں بڑی مسرت ہوتی ہے۔

مؤخر الذکر تبدیلی بلاشبہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ معذوروں میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بھی کسی نہ کسی طرح مدد کر سکتے ہیں۔ لندن سے بارہ میل دور رساؤتھال میں ایشیائی بچوں کو انگریزی پڑھانے والے ٹم روز نے اس کو واضح طور پر محسوس کیا ہے اور عمل درآمد کے لئے انہوں نے ایک منصوبہ وضع کیا ہے سب سے پہلے انہوں نے پاس پڑوس کی بعض بڑی بوڑھیوں سے دریافت کیا کہ آیا ان کے ایشیائی طلبا ان معمر خواتین سے انگریزی بول چال سیکھنے کے لئے آسکتے ہیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ ان معمر خواتین کے پاس جایا کریں کیونکہ وہ بالکل اکیلی رہتی ہیں۔

پھر معمر خواتین اور نوجوان ایشیائی طلبہ نے محسوس کیا کہ انہیں بلاشبہ ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔

روز بروز زیادہ سے زیادہ طلبہ غیر ملکوں سے آنیوالے مہمانوں کی مدد کے کام میں دلچسپی محسوس کر رہے ہیں۔ ابتداء میں وہ سمجھتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ زبان کا مسئلہ ہے لیکن جلد ہی انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں کہیں زیادہ گہرے اور جذباتی عناصر کارفرما ہیں۔ حوصلہ افزاء بات یہ ہے کہ نو وارد نوجوان بھی اپنی خدمات پیش کرنے لگے ہیں۔

مثال کے طور پر لندن کے ایک اسکول سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد راجندر پٹیل ایک ادارے میں معذور افراد کی دیکھ بھال اور نوجوان ایشیائی طلبہ میں یک جہتی کا کام کر رہا ہے۔

پیشہ ور سماجی کارکن محسوس کر رہے ہیں کہ نوجوان رضاکار بہت مفید معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ گزشتہ سال ٹانٹن، مغربی انگلستان کے قریب ٹونویل ہسپتال کے ایک وارڈ کو اسکول کی عام

خواب گاہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور نوجوانوں کو "دماغی ہسپتال میں اپنی تعطیلات گزارنے" کی دعوت دی گئی۔

بیسیوں کی تعداد میں نوجوان طلبہ آئے۔ وہ ہسپتال کے کمروں میں داخل ہوئے اور مریضوں سے بات چیت کی۔ اور ان کے ساتھ کھیلتے رہے اور ذہنی امراض کی شدت کو ختم کر کے ہسپتال کے عملے میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ اب دماغی ہسپتال نوجوان رضاکاروں کے لئے روز افزوں طور پر اپنے دروازے کھول رہے ہیں۔

وقت کے تقاضے کے مطابق نوجوان افراد کے طور پر کوئی چیز دینے کے بجائے خود عملی حصّہ لینا چاہتے ہیں۔ خیرات کا قدیم تصور یعنی صاحب ثروت افراد کا غریب افراد کی مدد کرنا، ان کے فلسفے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ان کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ مسلسل مسرت اور مسلسل خود اعتمادی کے جذبے کو ابھارا جائے۔ انسانی فیاضی کا یہ نیا رُخ ہے۔

(ماخوذ)

بقیہ صفحہ نمبر ۲۰۔ دنیا کی کہانی

دستیاب ہو سکتے تھے۔ لیکن آج کل یہ بہت نایاب ہو چکے ہیں۔ بعض ٹکٹ غلطیوں کے باعث زیادہ قیمتی اور نایاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے ٹکٹ حکومت غلطی پا لینے کے بعد بند کر دیتی ہے۔ مثلاً امریکہ کا ٹکٹ جس پر ڈاگ ہیمر شولڈ کی تصویر ہے۔

یہ غلطیاں خاص کر شائقین حضرات کو نوٹ کرنی چاہئیں۔ اور ان سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک ٹکٹ جمع کرنے والا طالب علم چند لمحے اپنی البم دیکھ کر دنیا کے ڈکٹیٹر، حکمران شہنشاہ، صدور اور دنیا کی نئی ایجادات دیکھ کر دنیا کی سیر کر لیتا ہے۔ آخر میں شائقین حضرات کے لئے چند ہدایات ہیں جن پر عمل کرنا ان کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

۱۔ ٹکٹوں کی طرف فرصت کے اوقات میں مائل ہوں
۲۔ ٹکٹ آٹے یا گوند سے چسپاں نہ کریں۔ بلکہ ٹکٹ چسپاں کرنے والے ہنجز Hinges استعمال کریں۔
۳۔ ٹکٹ خاص ٹکٹوں والی البم پر ہی لگائیں۔
۴۔ ٹکٹ چسپاں کرتے وقت ترتیب کا خیال رکھیں۔ ہو سکے تو کیٹلاگ کی مدد لیں۔ نیز گندگی سے بچائیں۔
۵۔ ٹکٹوں کو لگانے اور اتارنے کیلئے چمٹی استعمال کریں۔
۶۔ گندے ٹکٹ جمع نہ کریں۔
۷۔ ٹکٹ کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد چسپاں کریں۔

ویت نام

از مکرم سید منصور احمد صاحب بشیر

فرانس کے دارالخلافہ پیرس میں امریکی اور شمالی ویت نام کے مندوبین کے درمیان صلح کے لئے جو مذاکرات ہو رہے ہیں وہ ابھی تک ابتدائی مراحل سے آگے نہیں گزرے۔ باوجود اس حقیقت کے کہ اس ملاقات کو شروع ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اور اس عرصہ میں نو دس بار ملاقات ہو چکی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس مسئلہ کے حل کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ امریکہ نے اس دوران میں شمالی ویت نام پر بمباری اور زیادہ تیز کر دی ہے۔ جس کے مقابل پر ویت کانگ نے بھی جنوبی ویت نام پر اور خصوصاً جنوبی ویت نام کے دارالخلافہ پر اندھا دھند بمباری کر دی ہے۔ چنانچہ ان ناگوار واقعات کا برا اثر مذاکرات پر پڑنا بھی ایک لازمی امر تھا۔ جو ایک طبعی نتیجہ کے طور پر ظہور پذیر ہوا۔ درحقیقت جنگ کی تیزی یا کمی اور مذاکرات کی کامیابی اور ناکامی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر واقعی جنگ کو ختم کرنا مقصود ہے تو ان دونوں محاذوں پر فریقین کو لازمی طور پر کوشش کرنا چاہیئے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جس طرح کسی قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس میں تعلیم عام کی جائے۔

اگر تعلیم ملک میں عام کی جائے تو اس کے ساتھ ملک کی ترقی ہر میدان میں خود بخود ہوتی چلی جائے گی جس وقت تک اس حقیقت کا احساس اس صلح کانفرنس کے مندوبین اور دونوں ملکوں کے باشندے نہیں کریں گے۔ اور اس کے مطابق اپنے طرزِ عمل کو نہیں ڈھالیں گے اس وقت تک بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اس کے علاوہ اس کانفرنس میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریقوں میں سے ایک اپنے مطالبات میں نرمی کرے تاکہ دوسرا فریق بھی مجبور ہو کر صلح کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ لیکن اس کانفرنس کے مذاکرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی فریق نے بھی واضح طور پر یقین نہیں دلایا۔ کہ وہ جنگ بند کرنے پر آمادہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسا طریق پیش کیا ہے جس پر عمل کر کے جنگ کو تدریجی طور پر بند کیا جائے۔ بلکہ اس کے خلاف ان دنوں میں جنگ پہلے سے بھی تیز ہو گئی ہے۔

ان اہم مذاکرات میں امریکہ کی ذمہ داری زیادہ ہے۔ کیونکہ ایک عالمی طاقت ہونے کی وجہ سے اس پر قیامِ امن کی ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے۔ امریکہ کے بعض لوگ جو تشدد پسندی کے حامی ہیں اس سے امریکی حکومت کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جنگ بندی کو اپنی جھوٹی عزت کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے۔ امید ہے کہ امریکی حکومت اس معاملہ میں سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کرے گی۔

کھانڈ اور اس کے بنانے کا طریق

(مکرم جناب کلیم احمد صاحب ایم۔ ایس سی (ٹیکنالوجی) کراچی)

یوں تو خدا تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں نعمتیں روزانہ مشاہدہ میں آتی ہیں۔ لیکن چینی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایسی نعمت ہے جس کا بہرے گونگے تو کیا نابینے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی قدرت ہی کے کرشمے ہیں کہ وہ کن کن ذرائع سے اسے ہمارے لئے مہیا کرتی ہے۔ چاہے عام شکر کی صورت میں ہو جسے ہم چائے، دودھ اور دوسری مشروبات میں استعمال کرتے ہیں یا سبزیوں کی صورت میں ہو جنہیں ہم روزانہ کھاتے اور پکاتے ہیں۔

جیسے دوسرے کیمیائی اجزا مثلاً نمک۔ کیلسیم۔ فاسفورس۔ وٹامن اور پروٹین وغیرہ ہماری نشوونما کے لئے ضروری ہیں ویسے ہی چینی کا استعمال بھی بہت ہی اہم ہے۔ امریکہ میں اوسطاً ڈیڑھ سال میں ہر شخص اپنے وزن کے برابر چینی استعمال کرتا ہے۔ اور یہی اوسط پاکستان میں تقریباً تین سے چار سال تک پوری ہوتی ہے اس گرانقدر استعمال کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو مٹھاس کی خواہش اور دوسری جو کہ نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ چینی ہمارے لئے توانائی مہیا کرتی ہے دماغ کو روشن کرتی ہے۔ یہ کہہ لیجئے۔ کہ ہمارے دماغ کیلئے ایندھن کا کام دیتی ہے اس سے پیدا شدہ توانائی کل توانائی کی تقریباً تیرہ ۱۳ فیصد ہے۔

عام صورت میں عام طور پر چینی کو گنّے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ بعض بیرونی ممالک میں اسے سفید چقندر سے بھی تیار کرتے ہیں۔ اور پاکستان میں ابھی تک گنّے ہی سے حاصل کی جاتی ہے۔

گنّا ٹرکوں اور مال گاڑیوں کے ذریعہ شکر سازی کے کارخانوں تک لایا جاتا ہے۔ اور گرد کا گھاس پھوس اتارنے کے بعد اسے مشین میں ڈال کر کاٹا جاتا ہے۔ اس مشین کو SHREDDING MACHINE کہتے ہیں۔ کٹے ہوئے گنّے کو MILLING MACHINE اور CRUSHING MACHINE میں خوب دبایا اور نچوڑا جاتا ہے۔ گنّے کا رس جس میں چینی ہوتی ہے ایک طرف اور اس کا چھلکا دوسری طرف جمع ہو جاتا ہے۔ اس چھلکے کے اوپر پانی چھڑکا جاتا ہے تاکہ بچی کھچی مٹھاس بھی باہر آ جائے پانی چھڑکنے کے بعد پچھلے عمل کو دہرایا جاتا ہے۔

گنّے کا رس بھی علیحدہ ہو گیا اور اس کا چھلکا بھی۔ یہ چھلکا بظاہر بیکار دکھائی دیتا ہے لیکن اسے بھی استعمال میں لانے کیلئے کاغذ اور گتے کی صنعت میں بھیجدیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ ایندھن کے طور پر بھی جلایا جاتا ہے تیسرا غیر موصل اشیاء یعنی INSULATORS بنانے کے بھی کام آتا ہے اور رس سے چینی حاصل کرتے ہیں۔

اس رَس میں کئی غیر حل شدہ غیر ضروری اشیاء یعنی IMPURITIES شامل ہوتی ہے۔ انہیں چھان کر یعنی SCREENING کے ذریعے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور بعض اس میں حل شدہ غیر ضروری اجزاء ہوتے ہیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے چُونے کا پانی خاص طاقت کا خاص مقدار میں ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ سفوف کی صورت میں باہر آجاتی ہیں۔ جنہیں عمل تقطیر یعنی FILTRATION کی مدد سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ سفوف کیک CAKE کی صورت میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ جسے کھاد کے طور پر استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

اس وقت رَس میں ۸۰ سے ۹۰ فیصد پانی ہوتا ہے باقی شکر جسے ہم چینی کہتے ہیں۔ زائد پانی کو عمل تبخیر یعنی EVAPORATION کی مدد سے بخارات میں تبدیل کر کے الگ کر لیا جاتا ہے۔ اور اس وقت تک تبخیر کی جاتی ہے۔ جبکہ چینی قلموں یعنی CRYSTLES کی صورت میں علیحدہ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد چینی کے شیرے کو عمل قلماؤ یعنی CRYSTLLIZATION کے لئے CRYSTLLIZERS میں ڈالتے ہیں یہاں چینی قلموں کی صورت میں علیحدہ ہوتی ہے۔ پھر قلموں اور شیرے کے آمیزے کو ایک اور مشین یعنی CENTRIFUGES میں ڈالکر خوب گھمایا جاتا ہے۔ خام چینی علیحدہ اور تیار ہوگئی اسے خشک کر کے بوریوں میں ڈالکر مال گودام میں جمع کر لیا جاتا ہے۔

چینی تو تیار ہوگئی مگر اس کا رنگ بھورا سا ہوتا ہے سائز میں بھی یکساں نہیں ہوتی اسے دودھ کی طرح سفید کرنے کے لئے مزید صاف کیا جاتا ہے۔ اس عمل کو REFINING کہتے ہیں۔

خام چینی کو کچھ پانی میں گھولا جاتا ہے پھر DEFICATIONS یا SULPHITATION کی جاتی ہے پہلی صورت میں چونا ڈالتے ہیں یا کاربن ڈائی اکسائیڈ گزارتے ہیں۔ دوسری صورت میں سلفر ڈائی اکسائیڈ گزارتے ہیں جس سے غیر ضروری اجزاء سفوف کی صورت میں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور قدرے رنگ بھی صاف ہو جاتا ہے۔ بُو اور رنگ کو اور بہتر بنانے کے لئے اسے خاص مٹی یعنی KIESELGUHR اور کوئلے کے ساتھ ملاتے ہیں اس کے بعد عمل تقطیر۔ عمل تبخیر اور عمل قلماؤ دہراتے ہیں۔ اور آخر کار بے بُو اور صاف ستھری چینی ہم تک پہنچتی ہے۔

چینی تو تقریباً ہر شخص روزانہ کھاتا اور پیتا ہے۔ مگر بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہوگا۔ کہ کیمیائی طور پر یہ کس عنصر اور مرکب سے مل کر بنی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کاربن (کوئلے) اور پانی سے۔ اگر یقین نہ آئے۔ تو آزما لیا کریں۔ کہ ایک ٹیسٹ ٹیوب میں تھوڑی سی چینی ڈال کر اسے نیچے سے حرارت دیں۔ پانی اڑ جائے گا اور کوئلہ ہی کوئلہ باقی رہ جائے گا۔ لیکن اگر آپ کوئلہ اور پانی کو ملائیں۔ تو چینی نہیں بنتی۔

تبصرہ

"نظامِ اطفال الاحمدیہ"

مرتبہ:۔ پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب ایم ایس سی مہتمم اطفال مرکزیہ۔

شائع کردہ:۔ شعبہ اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

"اگر کوئی بچہ اطفال الاحمدیہ کی عمر رکھتا تھا اور اس کے ماں باپ نے اسے اطفال الاحمدیہ میں شامل نہیں کیا تو اس کے ماں باپ نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے"

(فرمودہ ۲۳ ہش ۔ الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۶۱ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد سے اطفال الاحمدیہ کے نظام کی اہمیت واضح ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

یعنی اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ اطفال کی اصلاح کے لئے نظام اطفال الاحمدیہ سے آگاہ ہونا ایک لابدی امر ہے لیکن اطفال الاحمدیہ کا نظام کیا ہے۔ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کس طرح کام کرتی ہے اس سے بہت سے افراد واقف نہیں۔ یہ معلومات ہم پہنچانے کی خاطر پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب نے کتاب "نظام اطفال الاحمدیہ" ترتیب دی ہے۔ خدام کو چاہیئے کہ وہ اپنے رشتہ دار اطفال کو اس کے مطالعہ کی تحریک کریں۔ اگر ایک طفل اپنی تنظیم اور اپنے لائحہ عمل سے آگاہ نہیں تو وہ اس تنظیم سے کامل فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ خدام کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ تاکہ وہ اطفال کی وقتاً فوقتاً ضرورت پیش آنے پر رہنمائی کر سکیں۔ عہدیداران (قائدین، زعماء اور ناظمین اطفال) کے لئے اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے اس کے بغیر وہ اپنے مفوضہ فرائض سرانجام نہیں دے سکتے۔

محترم و معظم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرمایا ہے:۔

"اس کتاب کا ایک اہم حصہ اطفال کیلئے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی زریں نصائح اور ہدایات پر مشتمل ہے جنہیں بہت محنت کے ساتھ اکٹھا کیا گیا اور حکمت کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔"

"المنار" (شہادت، ہجرت، احسان ۱۳۴۷ہش)

نگران:۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے

مدیران:۔ مکرم سید نعیم حیدر صاحب و مکرم عبدالحی صاحب بشارت

"المنار" تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا مجلہ ہے۔ اس شمارہ کو محنت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ تبرکات کے علاوہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات (۱۳۴۷ہش) کے موقعہ پر محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے کنٹیب، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے خوش آمدید کے چند اقتباسات اور مہمان خصوصی جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے خطبہ کا مکمل متن شریک اشاعت ہے۔

آغاز

باہمی محبّت و اخوّت

مکرم محمد رمضان صاحب خادم

ارشادِ خداوندی ہے:- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ یعنی مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے۔ پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کروا دیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اگر کبھی آپس میں اختلاف بھی ہو جائے تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اخوت اسلامی کے حصار میں پناہ گزیں ہیں۔ لہٰذا ان کے چھوٹے چھوٹے جھگڑے اخوتِ اسلامی کے اس حصار کو نقصان پہنچانے کا باعث نہیں بننے چاہئیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان:-

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:- "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ" (بخاری) یعنی تم میں سے کوئی سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی بات پسند نہیں کرتا۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یہ حدیث اسلامی اخوت کا حقیقی تصور پیش کرتی ہے سب سے پہلے قرآن مجید نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور اس کے بعد ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی اخوت کے بلند معیار کی وضاحت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ قوموں کی اخوت کا حقیقی معیار یہ ہے۔ کہ ہر مسلمان جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ ان مختصر الفاظ میں آپ نے اخوتِ اسلامی کا ایک شاندار معیار قائم فرمایا ہے

بچّے ——— قوم کی امانت

مکرم ملک محمد اکرم صاحب درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ

"بچے قوم کی امانت ہیں" - یہ ایک جملہ بہت بڑی مسلّمہ حقیقت ہے جس سے کسی دانشور کو انکار نہیں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ قوم صدیوں عروج پر رہی جس نے اپنی نسل کی اعلیٰ تربیت کی۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر قوم اپنی آئندہ نسلوں سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ رکھ کر ان کو اپنا جانشین مقرر کرنے کی غرض سے ان کی نشو و نما اور تربیت کے لئے کئی قسم کی قربانیاں دیتی ہے۔ پھر دنیا میں ہمیں یہ حالات بھی ملتے ہیں کہ ایک قوم دنیا میں بام عروج پر تھی اور لگاتار صدیوں سے تھی۔ مگر وہ قوم جس نے اپنی خداداد

استعدادوں کو بروئے کار لاکر عروج حاصل کیا تھا۔ اپنی نسلوں سے لاپرواہی اور تساہل برتا۔ جب ان کی نسلوں کی ذمہ داری کی باری آئی تو چونکہ انہوں نے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی۔ عیش و عشرت میں پڑ گئے تھے۔ اور اعلیٰ اخلاق سے مزین نہ تھے تو دشمن نے ان کو تہ و بالا کر دیا ۔

احمدی نوجوان اور وقف کا ایک اہم تقاضا

وقف زندگی

(مکرم محمد انور حق صاحب گنج مغلپورہ)

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ "وقفِ زندگی" ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد بار اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ کہ جماعت کے مبلغین کی تعداد لاکھوں تک پہنچنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آجتک سینکڑوں نوجوان اس مطالبہ پر لبیک کہہ چکے ہیں اور اس وقت اکنافِ عالم میں بیسیوں مبلغین اسلام کی منادی کر رہے ہیں آج اسلام کو ایسے احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے کمربستہ ہو کر اکنافِ عالم میں اسلام کی تبلیغ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر جماعت کے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"جب اسلام کو سپاہیوں کی ضرورت ہو۔ تو جو شخص طاقت اور اہلیت رکھنے کے باوجود آگے نہیں آتا۔ وہ گناہ گار ہے۔ اس لئے جو نوجوان اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہوں اور اس ذمہ داری کو نباہ سکتے ہوں وہ پیش کریں۔ ایسے نوجوانوں کے لئے خدمتِ دین اور ثواب حاصل کرنے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ ایسا نادر موقعہ کہ جو شاید آئندہ نہ مل سکے۔" (الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

بن جاتے ہیں سب کام ہو گر تیرا اشارہ

(مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب گولبازار ربوہ)

ہر موڑ پہ ہر گام پہ ہے تیرا سہارا
بن جاتے ہیں سب کام ہو گر تیرا اشارہ

ہے جن کو تری ذات پہ ہر آن توکل
منصور ہیں وہ ان کو نہیں کچھ بھی خسارہ

ہے جن کی نگاہ دنیا کے بتخانہ میں ہر دم
چھوئیگا انہیں عقبیٰ میں دوزخ کا شرارہ

ہیں سینکڑوں ارباب جو دنیا نے بنائے
آجائے مصیبت تو نہیں دیتے سہارا

مومن کبھی اصنام سے تو دل نہ لگانا
اور شرک نہ ہو تیری طبیعت کو گوارہ

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

دن بدن بڑھتے چلے جاتے ہیں احمدؑ کے غلام
حضرتِ احمدؑ کی ہر اک بات ہے پوری ہوئی

ہو فدا ہر ذرّہ ناصرؔ مسیحِ پاک پہ!
جن کے آنے سے جہاں سے دور بے نوری ہوئی

(مجید احمد صاحب ناصر فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

تربیتی کلاس

۱۔ رسالہ خالد ماہ جون میں پشاور شہر کی مجلس کی تربیتی کلاس میں نمائندگی ۳ خدام شائع ہو چکی ہے۔ اصل میں مجلس پشاور کی نمائندگی ۲ تھی۔

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ یونیورسٹی اچینی پایاں کی طرف سے تربیتی کلاس میں ایک نمائندہ شامل ہوا تھا یہ وضاحت خالد میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قراردادِ تعزیت

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۱۴ جون بعد از نماز جمعہ مسجد دارالذکر میں بالاتفاق رائے درج ذیل قرارداد پاس کی گئی:-

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی مقامی مجلس عاملہ کا یہ نمائندہ اجلاس، عاملہ مقامی کے ایک مخلص رکن ملک نور الٰہی صاحب (ناظم مال) کے صاحبزادے نعیم احمد بعمر ۸½ سال کی وفات پر گہرے حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے ملک صاحب موصوف نے انتہائی انسانی کوشش سے خدا تعالیٰ کی اس امانت کے سلسلہ میں اپنا فرض یقیناً حتی المقدور ادا کر دیا۔ مگر رضائے الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ملک صاحب کو بصد صبر و ہمت یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

(ہم ہیں اراکین مجلس عاملہ مقامی (لاہور)

★ — آپ کا اداریہ نظر سے گذرا۔ لکھنے لکھانے کی مشق نہ ہونے کے باوجود خدمت کا شوق پیدا ہوا۔ خالد مبارکباد کا مستحق ہے۔ والسلام

(محمد اسلم سجاد۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول للہ ضلع جہلم)

★ — ماہنامہ خالد ماہ مئی کا شمارہ نظروں سے گذرا۔ اداریہ پڑھنے کے بعد یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ خالد کے لئے ارسال ہیں۔ امید ہے کہ انہیں درستی کے بعد خالد میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ ماہ مئی کا رسالہ بجد جاذب نظر و دل پایا۔ مضامین و نظمیں بہت پسند آئیں۔ اب تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آپ کی محنت سے رسالہ خالد بہت ترقی کر گیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مزید ترقیات کے لئے دعا گو ہوں۔ کہ خالد کو جلد از جلد اور ترقیات سے ہمکنار فرمائے آمین

(منور احمد چک نمبر ۲۷۰/اے ڈاک خانہ اسٹیشن کاچیلو ضلع تھرپارکر (سابق سندھ)

ملتان میں ہیضہ کی وباء

اور

مجلس خدام الاحمدیہ کی ہیضے کے خلاف مہم

جب ایک مجلس اپنی خداداد قوتوں اور استعدادوں کو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے سرگرم عمل کرتی ہے تو عظیم الشان نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

گزشتہ (شہادت ۱۳۴۷ھش) جب ملتان میں ہیضہ نے وبائی صورت اختیار کرلی تو اس شہر کی مجلس نے اپنے فرائض کو سرگرمی سے انجام دینا شروع کر دیا۔ ان خدام میں کالج کے طلبہ بھی شامل تھے۔ اور دیگر سر برآوردہ اصحاب۔ انہوں نے حقیقی عزت کو پہچانا اور اہل شہر کی ضرورت کے وقت میدانِ عمل میں آ گئے۔

۲۴ شہادت ۱۳۴۷ھش کو مجلس کے ایک وفد نے چیئرمین اور ہیلتھ آفیسر بلدیہ ملتان سے ملاقات کی اور انہیں باقاعدہ تحریری طور پر مجلس کی رضاکارانہ خدمات کی پیشکش کی۔ ہر دو افسران نے مجلس کی مساعی کو خوش آمدید کہا۔

اس وباء کی ایک بڑی وجہ غلاظت تھی۔ چنانچہ خدام نے شہر میں صفائی کی مہم جاری کر دی وقارِ عمل کئے اور جراثیم کش ادویہ کا چھڑکاؤ کیا۔

نہ صرف یہ کہ مجلس ملتان نے اس وباء کے دنوں میں سرگرمی سے صفائی کا کام سرانجام دیا۔ اس کام کے بعد اس مجلس نے اپنے ترجمان "خالد" کو رپورٹ بھجوا کر اپنا ایک اور فرض بھی ادا کیا۔

یہ رپورٹ ایک کیٹلاگ میں نہایت دیدہ زیب انداز میں تیار کی گئی ہے۔ یہ وقار عمل کے موقعہ کی تصاویر پر بھی مشتمل ہے۔ اس کیٹلاگ میں ان اخبارات کے تراشے بھی چسپاں ہیں جنہوں نے مجلس ملتان کی تصاویر اور مساعی کی کارگذاری شائع کی۔ اس خبر کو شائع کرنیوالے اخبارات میں "نوائے ملتان"، "امروز" اور "کوہستان" شامل ہیں۔ امروز نے لکھا:۔

"..... شام کو چیف آفیسر بلدیہ نے علاقہ کا معائنہ کیا۔ اور خوشنودی کا اظہار کیا"۔

اس وباء کے ایام میں مجموعی طور پر تین وقار عمل کئے گئے جن میں شامل ہونے والے خدام کی کل تعداد ستر (۷۰) تھی۔ (مجلس میں خدام کی کل تعداد ستانوے (۹۷) ہے) مجموعی وقت بارہ گھنٹے صرف ہوا۔ قریباً بیس ہزار (۲۰۰۰۰) مکانات کے سامنے نالیوں کی صفائی کی گئی۔ ان میں چونا اور فینائل ڈالی گئی۔ گندگی کے پچاس ڈھیر ہٹائے گئے شہر کے انتہائی گنجان آباد علاقہ میں جہاں بیماری کا سب سے

زیادہ زور تھا۔ تین صد سے زائد مکانات میں ڈی ڈی ٹی اور فینائل وغیرہ کا سپرے کیا گیا۔ علاوہ ازیں کم و بیش ایک سو گھروں کے مالکوں میں چھڑکنے کی ادویات تقسیم کی گئیں۔ وقار عمل کے ذریعہ تقریباً پچاس ہزار عوام کو بیماری سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا گیا۔

اس سلسلہ میں دیگر مساعی کے علاوہ درج ذیل اشیاء استعمال کی گئیں۔

چونا۔ بارہ من

فینائل۔ بارہ گیلن

ڈی۔ ڈی۔ ٹی پاوڈر۔ پانچ پونڈ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس ملتان کو بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دیگر مجالس کو بھی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی روح سے سرشار کرے :: آمین ::

کوئٹہ میں خالد کے نمائندہ خصوصی

محترم جناب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی منظوری سے کوئٹہ میں "خالد" کے نمائندہ خصوصی مکرم محمد ہادی صاحب نسیم فاروقی مقرر کئے گئے ہیں۔

(مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب)

رپورٹ کارگذاری ماہِ اپریل ۱۹۶۸ء

عرصہ وقفِ عارضی :-

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم کے تحت اپریل کے پہلے دو ہفتے ایک خادم نے جماعت احمدیہ بھوان امید علی درکے ہیں گذارے۔ وہاں حسب توفیق جماعتی تربیت کے علاوہ تبلیغ کا بھی خاص موقعہ ملا۔

وقارِ عمل۔

مورخہ ۱۴ر اپریل ۱۹۶۸ء کو ضلعوار قیادت کے انتظام کے تحت مرکزی مسجد اقصیٰ میں وقارِ عمل کی تقریب میں مجلس خوشاب کی طرف سے ایک خادم شامل ہوا۔ نیز ۲۸-۴-۶۸ کو مقامی طور پر احمدیہ عیدگاہ کے نزدیک وقارِ عمل منا کر ایک سڑک کو درست کیا گیا۔ اس پر ایک گھنٹہ وقت صرف ہوا۔ اس میں چھ خدام اور ۸ اطفال شریک ہوئے۔ آخر میں اجتماعی دعا کی گئی۔

اصلاح و ارشاد :-

عرصہ زیر رپورٹ میں ہماری مجلس کے ایک خادم مکرمی رانا عطاء اللہ صاحب کو ایک عیسائی پادری سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ موضوع زیر بحث تھا۔ "کفارہ اور تثلیث"۔ اس مجلس میں حکومت کے ایک اعلیٰ افسر۔ دو عیسائی دوست اور چند ایک غیر از جماعت اہل سنت معززین بھی شریک تھے۔ قریباً ایک گھنٹہ کی بحث کے بعد ہمارے خادم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص کامیابی سے نوازا۔ اور پادری صاحب نے پھر کبھی ملنے کا وعدہ کر کے مجلس برخاست کر دی۔

تربیت :-

مرکزی حکم کے مطابق نماز فجر اور نماز عشاء کی باجماعت حاضری کا انتظام کر دیا گیا ہے فی الحال خدام کی اوسط حاضری ۵۰ فیصد سے اُوپر ہے تاہم کوشش جاری ہے کہ خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں نماز باجماعت ادا کریں اکثریت دکاندار پیشہ ہے اور ملازم خدام ملازمت کے سلسلہ میں باہر رہتے ہیں۔

۲۶ر اپریل ۱۹۶۸ء کو پندرھویں مرکزی تربیتی کلاس میں مجلس کی طرف سے تین خدام شریک ہوئے۔

اجلاسِ عام۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک اجلاس عاملہ کا منعقد کیا گیا اور ایک اجلاس عام منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت، عہد، نظم کے بعد ناظم صاحب وقارِ عمل نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات وقارِ عمل کے متعلق پڑھ کر سنائے۔ آخر میں خاکسار نے مرکزی تربیتی کلاس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں خدام کو شامل ہونے کی تحریک کی۔ بعد ازاں خاکسار نے صداقتِ مسیح موعودؑ پر ایک دلیل خدام کو بلند آواز سے کہلوائی اور اس کی تشریح بتائی۔ اس کے بعد دینی معلومات پر مشتمل چند سوالات اور ان کے جوابات خدام کے ذہن نشین کروائے۔ اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریکات۔ مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ وقفِ جدید۔ وقفِ عارضی۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن اور درود شریف کی طرف خدام کو توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا کے بعد

اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

درخواستِ دعاء۔

آخر میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو شرفِ قبولیت بخشے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری نوٹ:۔

سنہ ۶۶-۶۷ء کے دوران مجالس بھر میں مجلس خوشاب کے سوم آنے پر ہم نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر تعمیر ہال کے لئے مجلس خوشاب -/۲۱۳ روپے کا وعدہ پیش کرے۔ چنانچہ صدر محترم کی خدمت میں یہ وعدہ بھجوا یا گیا۔ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۶۸ء تک مجلس خوشاب کی طرف سے ڈیڑھ صد روپے سے زائد کی رقم تعمیر ہال کی مرکز میں داخل ہو چکی ہے۔ مزید کوشش جاری ہے

خاکسار

عبد العزیز

قائد خدام الاحمدیہ خوشاب ضلع سرگودھا

شعبہ تحریک جدید کی ضلعوار مساعی کا جائزہ

شعبہ تحریک جدید مرکزیہ کی طرف سے ایک جائزہ فارم تمام مجالس کو بھجوایا گیا تھا۔ اس کی مدد سے ضلعوار نقشہ ترتیب دیا گیا ہے۔ جو کہ پیش ناظرین ہے۔ تاکہ قائدین اضلاع کو اپنے ضلع کے صحیح حالات کا علم ہو جائے۔ اور دوسرے اضلاع کے ساتھ اپنے ضلع کی تحریک جدید کے بارے میں مساعی کا موازنہ کر سکیں۔

تمام قائدین اضلاع سے گذارش ہے کہ وہ تحریک جدید کی طرف پوری توجہ دیں اور کسی مجلس کے کسی خادم کو بھی اس بابرکت تحریک میں شمولیت سے محروم نہ رہنے دیں۔ اس کام کے لئے اپنے ضلع میں خاص پروگرام بنائیں نیز اپنی مساعی سے مرکز کو فوراً آگاہ فرمادیں۔

(مہتمم تحریک جدید مرکزیہ)

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جن کا جائزہ موصول ہوا	ان مجالس کی تعداد خدام	شامل ہونے والوں کی تعداد	کیفیت
۱	آزاد کشمیر	۱۱	۴	۶۷	۲۹	
۲	بنوں	۲	-	-	-	
۳	بہاولپور	۱۵	۲	۶	۳	
۴	بہاولنگر	۲۲	۴	۶۷	۳۴	
۵	پشاور	۱۱	۱	۱۶	۱۶	

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جن کا جائزہ موصول ہوا	ان مجالس کی تعداد خدام	شامل ہونے والوں کی تعداد	کیفیت
۶	جہلم	۱۰	۳	۲۹	۱۱	
۷	جھنگ	۲۴	۱۰	۱۵۹۹	۸۱۳	
۸	جیکب آباد	۲				
۹	حیدرآباد	۲۴	۱	۳۵	۶	
۱۰	خیرپور	۹	۴	۵۸	۳۳	
۱۱	دادو	۳				
۱۲	ڈیرہ اسمٰعیلخان	۱	۱	۱۰	۲	
۱۳	ڈیرہ غازیخان	۱۳	۴	۷۰	۳۵	
۱۴	راولپنڈی	۳	۴	۳۸۴	۳۵۵	
۱۵	رحیم یارخان	۱۶	۶	۹۲	۲۱	
۱۶	سرگودھا	۵۹	۲۱	۳۷۲	۱۳۰	
۱۷	سیالکوٹ	۸۳	۹	۴۶۵	۲۱۳	
۱۸	ساہیوال	۲۲	۷	۲۱۶۰	۷۹	
۱۹	سکھر	۵	۱	۲۳	۱۵	
۲۰	سانگھڑ	۲				
۲۱	شیخوپورہ	۴۹	۱۳	۲۹۸	۱۲۰	
۲۲	کیمبل پور	۴	۱	۳		
۲۳	کراچی	۳	۳	۷۴۵	۴۶۱	
۲۴	کوئٹہ	۲				
۲۵	کوہاٹ	۳				
۲۶	گجرات	۳۷	۱۰	۱۲۹	۷۴	
۲۷	گوجرانوالہ	۳۳	۱۰	۱۹۵	۸۱	
۲۸	لائل پور	۸۰	۳۳	۸۵۱	۴۳۰	

نمبر شمار	نام اضلاع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جن کا جائزہ موصول ہوا	تعداد خدام	شامل ہونیوالوں کی تعداد	کیفیت
۲۹	لاہور	۲۸	۳	۱۸۵	۱۰۹	
۳۰	لاڑکانہ	۷	۲	۵۲	۲۱	
۳۱	مردان	۳	۲	۵۹	۳۳	
۳۲	میانوالی	۱۰	۴	۲۲	۱۲	
۳۳	ملتان	۳۳	۷	۲۰۴	۱۴۹	
۳۴	مظفرگڑھ	۱۳	۴	۵۸	۱۶	
۳۵	میرپور خاص	۲۵	۸	۲۶۷	۱۵۱	
۳۶	نواب شاہ	۲۳	۵	۶۶	۲۴	
۳۷	ہزارہ	۷	۳	۳۵	۲۷	

مجلس خدام الاحمدیہ ملتان کی ہیضہ کے خلاف مہم

SHAHNAWAZ
بی-۴۵۰ (۵۵ ہارس پاور ڈیزل ٹریکٹر)
کی قیمت میں
نمایاں کمی
اور جلد
فراہمی بھی
INTERNATIONAL
HARVESTER